ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۸ جمعۃ المبارک ۴ر مئی ۲۰۰۱ء شمارہ ۱۸
۱۱ر صفر ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۴ر ہجرت ۱۳۸۰ ہجری شمسی

صفات باری تعالیٰ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ جو کوئی انہیں اپنائے گا اور ان کا مظہر بننے کی کوشش کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الدعوات باب عقد التسبیح بالید)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

وہ شخص بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے جس کا دل پاک ہو اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے اظہار کا خواہاں ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو دوسروں پر مقدم کر لیتا ہے

جو لوگ میری مخالفت کرتے ہیں ان کا اور ہمارا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے ہے

"دنیا تو ایسی ہے کہ 'کار دنیا کسے تمام نہ کرد'۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ایک سربستہ راز ہے جو کسی پر نہیں کھلا کہ موت کس وقت آجاوے۔ پھر جب موت آگئی تو سب مال و اسباب یہاں کا یہاں ہی رہ جاتا ہے اور بعض اوقات اس کے وارث وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو اگر مرنے والا زندہ ہوتا تو ایک حبّہ بھی ان کو دینا پسند نہیں کرتا تھا۔ پھر کیسی غلطی ہے کہ انسان اپنے مال کو ایسی جگہ خرچ نہ کرے جو اس کے لئے ہمیشہ کے واسطے راحت اور آسائش کا موجب ہو جاوے۔ مَیں حیران ہوتا ہوں جب یورپ کی طرف دیکھتا ہوں کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنانے کے لئے ان میں اس قدر جوش اور سرگرمی ہے اور ہم میں خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے ظاہر کرنے کے لئے کچھ بھی نہ ہو۔ یہ کس قدر بدقسمتی ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر لیں۔ اگر اُسے خوش کریں تو سب کچھ مل سکتا ہے مگر ان کی یہی تو بدقسمتی ہے کہ وہ اس کو ناراض کر رہے ہیں۔ مجھے بہت ہی افسوس ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے ایک سچا دین اسلام عطا کیا تھا مگر انہوں نے اس کی قدر نہیں کی۔ خدا جانے یہ بے پرواہی کیا نتیجہ پیدا کرے۔ دین کی کچھ بھی پروا اور غیرت نہیں۔ باہم جنگ و جدل ہے تو اس میں شیخی، ریا، عُجب مقصود ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کا جلال اور اس کی عظمت۔ لیکن جو شخص ہر امر میں اللہ تعالیٰ کو مقدم کرے اور اس کے دین کی حمیت اور غیرت میں ایسا محو ہو کہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا ظاہر کرنا اس کا مقصود خاطر ہو۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے دفتر میں صدیق کہلاتا ہے۔

ہم جس طریق پر اسلام کو پیش کر سکتے ہیں دوسرا انہیں کر سکتا۔ مگر مشکلات یہ ہیں کہ ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ غرباء کا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ باوجودیکہ یہ غرباء کی جماعت ہے تاہم مَیں دیکھتا ہوں کہ ان میں صدق ہے اور ہمدردی ہے۔ اور وہ اسلام کی ضروریات سمجھ کر حتی المقدور اس کے لئے خرچ کرنے سے فرق نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ساتھ ہو تو کام بنتا ہے اور ہم اس کے فضل کے امیدوار ہیں۔ جس طرح پر ایک طوفان قریب آتا ہو تو انسان کو فکر ہوتا ہے کہ یہ طوفان تباہ کر دے گا۔ اسی طرح پر اسلام پر طوفان آ رہے ہیں۔ مخالف ہر وقت ان کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کہ اسلام تباہ ہو جاوے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو ان تمام حملوں سے بچائے گا اور وہ اس طوفان میں بھی اس کا بیڑا سلامتی سے کنارہ پر پہنچا دے گا۔

انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ان کو مشکلات نظر آتی تھیں تو بجز اس کے اور کوئی صورت نہ ہوتی تھی کہ وہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں کرتے تھے۔ قوم تو صُمٌّ بُکْمٌ ہوتی ہے۔ وہ ان کی باتیں سنتی نہیں بلکہ تنگ کرتی اور دکھ دیتی ہے اس وقت راتوں کی دعائیں ہی کام کیا کرتی تھیں۔ اب بھی یہی صورت ہے۔ باوجودیکہ اسلام ضعف کی حالت میں ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی بحالی کے لئے پوری کوشش کی جاوے لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ ہم جب اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں ہر طرح سے ہماری مخالفت کے لئے سعی کی جاتی ہے۔ یہ میری مخالفت نہیں خدا تعالیٰ سے جنگ ہے۔ مَیں تو یہاں تک یقین رکھتا ہوں کہ اگر میری طرف سے کوئی کتاب اسلام پر جاپان میں شائع ہو تو یہ لوگ میری مخالفت کے لئے جاپان بھی جا پہنچیں گے لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔

وہ شخص بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے جس کا دل پاک ہو اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے اظہار کا خواہاں ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو دوسروں پر مقدم کر لیتا ہے۔ جو لوگ میری مخالفت کرتے ہیں ان کا اور ہمارا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے ہے۔ وہ ہمارے اور ان کے دلوں کو خوب جانتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کس کا دل دنیا کے نمود و نمائش کے لئے ہے اور کون ہے جو خدا تعالیٰ ہی کے لئے اپنے دل میں سوز و گداز رکھتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۴ تا ۲۶)

رحیمیت سے فیضیاب ہونے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ محنت کرنی پڑے گی۔ خدا کی رحیمیت صرف ایمانداروں سے خاص ہے

نوکروں، خادموں اور زیر نگیں افراد سے شفقت و رحمت کا سلوک رحیمیت سے تعلق رکھتا ہے

رحیمیت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ جن جانوروں سے آپ کام لیتے ہیں ان سے بھی رحمت کا سلوک کریں

جو رحم کرنے والوں سے ظلم کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی رحیمیت سے بھی اپنا تعلق توڑ لیتے ہیں

حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں خطوط لکھنے والوں کے لئے بعض اہم اور ضروری نصائح

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۰/ اپریل ۲۰۰۱ء)

لندن (۲۰/ اپریل): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۸۱ کی تلاوت کی اور اس کے ترجمہ کے بعد فرمایا کہ اسماء باری تعالیٰ کا جو مضمون مَیں نے شروع کیا ہے یہ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ الرحیم کے ذکر پر خیال آیا کہ کیوں نہ قرآن کریم میں جہاں جہاں رحیم کا لفظ آیا ہے اس پر غور کیا جائے۔ اب صرف رحیمیت سے متعلق سورۃ البقرہ سے آیات نکالی ہیں تو بہت لمبا مضمون سامنے آیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے رحیمیت کی صفت کے تعلق میں پہلے چند احادیث پڑھ کر سنائیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص میں تین باتیں ہوں اللہ اسے اپنی حفاظت میں رکھے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔ ایک یہ ہے کہ کمزوروں پر رحم کرے۔ دوسرے ماں باپ سے محبت کرے اور تیسرے یہ کہ خادموں اور نوکروں سے اچھا سلوک کرے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلی دو باتوں کا رحمانیت سے تعلق ہے مگر تیسرا حصہ یقینی طور پر رحیمیت سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ نوکروں اور خادموں سے آپ خدمت لیتے ہیں اور پھر اس کے بدلہ میں جو کچھ دیتے ہیں وہ رحیمیت کے تحت ہے۔ اسی طرح ایک موقعہ پر حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔ حضور نے فرمایا یہ ایک محاورہ ہے کہ مزدور کی سارے دن کی محنت کے بعد اس کی اجرت کے وقت ٹال مٹول نہ کرو بلکہ وقت پر مزدوری ادا کرو۔ آنحضرت ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ خادموں پر ان کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ ڈالو اور اگر کوئی مشکل کام دو تو اس میں خود ان کا ہاتھ بٹاؤ۔ خود نبی اکرمؐ گھر کے کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کی نصیحتیں ایک ایسے شخص کی نصیحتیں ہیں جو ان نصیحتوں پر سب دنیا سے زیادہ خود عمل کرنے والا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرتؐ کی جانوروں کے لئے رحمت کا بھی ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حضور اکرمؐ ایک دفعہ ایک ایسے اونٹ کے پاس سے گزرے جو کمزور تھا تو آپؐ نے اس کے مالک سے فرمایا کہ جانوروں سے اتنا کام لو جتنا ان کی طاقت میں ہو۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جانور زیر نگیں ہے، اس سے رحیمیت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے جانوروں سے جن سے آپ کام لیتے ہیں بہت رحمت کا سلوک کریں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ایک اونٹ نے رسول اللہ کو دیکھا تو بلبلانے لگا اور اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ حضور اکرمؐ اس کے پاس آئے، اس کی کنپٹیوں پر ہاتھ پھیرا جس سے وہ خاموش ہو گیا۔ حضورؐ نے اس کے مالک کو بلایا اور فرمایا کہ تم اس چوپائے کے بارہ میں جس کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ کیوں اختیار نہیں کرتے۔ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کا خیال نہیں رکھتے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جانور بھی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے رحم و شفقت کو پہچان لیتے تھے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے جن کا اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے ساتھ تعلق ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میرے کان میں آواز پہنچ جائے تو مَیں چاہتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو نماز توڑ کر بھی اس کی مدد کر سکتا ہوں تو کروں۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ انڈیا میں گجرات کے زلزلہ زدگان کی جماعت نے مدد کی تو مولویوں نے اس کا بُرا منایا اور فسادات کی دھمکی دی۔ بد قسمتی سے مسلمانوں کا یہ دَور ہے کہ اگر ان سے رحیمیت کا سلوک کرو تو وہ اسے قبول نہیں کرتے۔ حضور نے فرمایا کہ جو رحم کرنے والوں سے ظلم کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی رحیمیت سے بھی اپنا تعلق توڑ لیتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کے بعض واقعات بھی بیان فرمائے جو رحیمیت کا پہلو لئے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی تحریرات کے حوالے سے حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ رحیمیت سے فیضیاب ہونے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ محنت کرنی پڑے گی۔ گریہ وزاری کے نتیجہ میں جو فیض خاص طور پر نازل ہوتا ہے اسے رحیمیت کہا جاتا ہے۔ خدا کی رحیمیت صرف ایمانداروں سے خاص ہے۔ قرآن مجید کی کئی آیات کا اس تعلق میں حضور علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے۔ اسی طرح آپ نے فرمایا ہے کہ مسئلہ شفاعت بھی صفت رحیمیت کی بنا پر ہے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے پھر احادیث نبویہ کا ذکر کرتے ہوئے بعض احادیث پڑھ کر سنائیں۔ ایک دفعہ ایک صحابی اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہے تھے۔ حضور اکرمؐ نے انہیں فرمایا: اے ابو مسعود یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی تو اس غلام پر رکھتا ہے۔ حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے عرض کی کہ آج کے بعد میں کسی بھی غلام کو نہیں ماروں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؓ نے کہا کہ میں اللہ کی خاطر اس غلام کو آزاد کرتا ہوں۔ اس پر حضور اکرمؐ نے فرمایا اگر تو ایسا نہ کرتا تو آگ تجھے ضرور چھوتی یا جھلس دیتی۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کا خادم کھانا لے کر آئے اور وہ اسے ساتھ بٹھا کر نہ کھلا سکے تو اسے کچھ نہ کچھ ضرور دے۔ آپ کا ارشاد تھا کہ اللہ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ زمانے کو گالیاں نہ دو کیونکہ زمانہ اللہ ہی نے بنایا ہے۔ اسی طرح آپؐ نے فرمایا کہ مرغ کو گالیاں نہ دو کہ یہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے موصول ہونے والی ڈاک کے تعلق میں فرمایا کہ بعض لوگ بہت لمبے لمبے خط لکھتے ہیں۔ آپ نے نصیحت فرمائی کہ اختصار سے لکھا کریں اور ادھر ادھر کی تفاصیل کی بجائے اصل بات کو بیان کیا کریں، اس سے وقت بچے گا۔ اسی طرح شادی بیاہ کے جھگڑے، ساس نندوں کی یا خاوند بیوی کی شکایتوں کی تفصیل مجھے نہ لکھا کریں کیونکہ جو بھی تفصیل لکھیں گے وہ یکطرفہ ہے۔ ایسے خطوط متعلقہ اداروں کو دیا کریں وہ پوری تحقیق کے بعد پھر مجھے اس کا خلاصہ لکھ سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ بعض لوگوں نے کمپیوٹر میں خط ڈالے ہوئے ہیں وہ روزانہ اسی طرح مجھے ملتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر ٹھہر کر آرام سے لکھا کریں۔ بہتر یہی ہے کہ مختصر اور مطلب کی بات کہیں۔ بعض لوگ ایک خط لکھ کر فوٹو کاپیاں کروا لیتے ہیں اور تاریخ ہاتھ سے ڈالتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ دعا کی تحریک کے لئے دل کا جذبہ ہے جو ضروری ہے اور اصل بات یہ ہے کہ وہ دل کا جذبہ پہنچ جائے۔ بعض لوگ لمبا خط لکھ کر پھر کہتے ہیں کہ اب میں اصل بات کی طرف آتا ہوں۔ حضور نے نصیحت فرمائی کہ اصل مطلب کی بات پہلے کیا کریں۔ حضور نے امید ظاہر فرمائی کہ احباب اپنے خطوط میں ان امور کا خیال رکھیں گے۔

جو بھی دینا ہے آپ ہی دے دے

(منظوم کلام سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

شاخِ طُوبیٰ پہ آشیانہ بنا
تا اَبد جو رہے فسانہ بنا

عرش بھی جس سے مُرتعش ہو جائے
سوزشِ دِل سے وہ ترانہ بنا

فلسفی! زندگی سے کیا پایا؟
حیف ہے گر ترا خدا نہ بنا

لذّتِ وصل ہی میں سب کچھ ہے
اُس سے ملنے کا کچھ بہانہ بنا

چھوڑنا ہے جو نقشِ عالَم پر !
کس کمر عزمِ مُقبلانہ بنا

وہ تو بے پردہ ہو گئے تھے مگر
حیف یہ دل ہی آئینہ نہ بنا

دل کو لے کر مَیں کیا کروں پیارے
تُو اگر میرا دِلرُبا نہ بنا

خاک کر دے ملا دے مٹی میں
پر مرے دِل کو بے وفا نہ بنا

گر کے قدموں پہ ہو گیا مَیں ڈھیر
وقت پر خُوب ہی بہانہ بنا

چال عُشّاق کی چلوں مَیں بھی
تُو بھی انداز دلبرانہ بنا

نعمتِ وَصْل بے سوال ہی دے
اپنے عاشق کو بے حیا نہ بنا

جو بھی دینا ہے آپ ہی دیدے
مجھ کو اَغیار کا گدا نہ بنا

تُجھ سے مِل کر نہ غیر کو دیکھوں
غیر کا مُجھ کو مُبتلا نہ بنا

جس کے نیچے ہوں سب جمع عُشّاق
اپنی رحمت کا شامیانہ بنا

بخششِ حق نے پا لیا مُجھ کو
کیا ہوا مَیں اگر بھلا نہ بنا

مجھ سے لاکھوں ہیں تیری دُنیا میں
تجھ سا پَر کوئی دُوسرا نہ بنا

تیری صنعت پہ حرف آتا ہے
توڑ دے پر مجھے بُرا نہ بنا

دِل و دِلبر میں چھیڑ جاری ہے
ہے یہ اک طرفہ شاخسانہ بنا

دیکھ کر آدمی میں دانہ کی حِرص
آج اِبلیس خود ہے دانہ بنا

(کلام محمود)

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع

کسرِ صلیب اور اہلِ دانش

(انور محمود خان ۔ لاس انجلیز (کیلیفورنیا) امریکہ)

(تیسری قسط)

پانچویں انجیلی شہادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"چنانچہ منجملہ ان کے ایک یہ قول ہے جو مسیح کے منہ سے نکلا "لیکن میں اپنے جی اٹھنے کے بعد تم سے آگے جلیل کو جاؤں گا۔ دیکھو متی باب ۲۶ آیت ۳۲"۔(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۹)

"..........غرض یہ آیت جس کو ابھی ہم نے لکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح قبر سے نکل کر گلیل کی طرف گیا۔ اور مرقس کی انجیل میں لکھا ہے کہ وہ قبر سے نکل کر جلیل کی سڑک پر جاتا ہوا دکھائی دیا اور آخر ان گیارہ حواریوں کو ملا جبکہ وہ کھانا کھا رہے تھے اور اپنے ہاتھ اور پاؤں جو زخمی تھے دکھائے اور انہوں نے گمان کیا کہ شاید یہ روح ہے۔ تب اس نے کہا کہ مجھے چھوؤ اور دیکھو کیونکہ روح کو جسم اور ہڈی نہیں جیسا کہ مجھ میں دیکھتے ہو۔ اور ان سے ایک بھنی ہوئی مچھلی کا ٹکڑا اور شہد کا ایک چھتا لیا اور ان کے سامنے کھایا......ان آیات سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ مسیح ہرگز آسمان پر نہیں گیا بلکہ قبر سے نکل کر جلیل کی طرف گیا اور معمولی جسم اور معمولی کپڑوں میں انسانوں کی طرح تھا۔ اگر وہ مر کر زندہ ہوتا تو کیونکر ممکن تھا کہ جلالی جسم میں صلیب کے زخم باقی رہ جاتے اور اس کو روٹی کھانے کی کیا حاجت تھی اور اگر تھی تو پھر اب بھی روٹی کھانے کا محتاج ہوگا"۔('مسیح ہندوستان میں ' روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۔۲۲)

حضرت مسیح موعودؑ کا یہ استدلال زندہ آسمان پر جانے کا تصور کالعدم کر دیتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے نہایت غیر مبہم الفاظ میں اپنے حواریوں سے گفتگو فرمائی اور ان کو واقعہ صلیب کے بعد گلیل جانے کے پروگرام سے آگاہ فرمایا۔ اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ آپ انسانی حوائج ضروریہ کے محتاج تھے۔ عملاً آپ نے اپنے ماننے والوں کی غلط فہمی کہ آپ روحانی وجود ہیں نہ کہ جسمانی بڑے وثوق سے دور فرمائی۔ ذیل میں چار علمائے زمانہ کے حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں جو حضور اقدسؑ کے اسلوب بحث سے مکمل اتفاق رکھتے ہیں۔

☆......آندرا فیبر کائزر (Andrea Faber Kaiser) نے اس موضوع پر یوں خامہ فرسائی کی:

"Jesus then set out on a 60 mile journey to Galilee. Subsequently , on a number of occasions, he appeared to his desciples; but he always did so in a place where they were not likely to be observed. All this suggests that Jesus continued as a human being,and that he took pains to avoid discovery and arrest. What other evidence is there that Jesus did not become a spirit? The clearest indication is provided by Luke 24:36-39."

"And as they thus spake. Jesus himself stood in the midst of them,and said unto them,Peace be unto you. But they were terrified and affrighted, and supposed that they had seen a spirit. And he said unto them, why are ye trouble and why do thoughts arise in your hearts? Behold my hands and my feet that it is I myself; handle me, and see; for a spirit had no flesh and bones as ye see me have". Two verses further on, Jesus suddenly shows himself to be hungry—something quite inconceivable in a Devine or spiritual being.'35. *(Faber Kaiser 50)*

یعنی "مسیح تب جلیل سے ۶۰ میل کے سفر پر روانہ ہوئے۔ بعد میں وہ متعدد مرتبہ اپنے حواریوں سے ملے لیکن یہ ساری ملاقاتیں ایسے مقامات پر ہوئیں جو حواریوں کے تصور سے باہر تھے۔ آپ نے یہ سب اس لئے کیا کہ آپ ان ملاقاتوں کو خفیہ رکھنا چاہتے تھے تاکہ یہودی ان کو نہ دیکھ سکیں۔ یہ تمام امور اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ مسیح نے یہ سب ایک انسان کی حیثیت میں کیا۔ انہوں نے پوری کوشش کی کہ شناخت نہ ہونے پائیں اور اس طور پر دوبارہ گرفتاری سے بچ جائیں۔ اس کے علاوہ اور کونسی شہادت ہے جو یہ ثابت کر سکے کہ مسیح اس وقت روح کی حیثیت میں نہیں تھے۔ اس کا سب سے بین ثبوت لوقا باب ۲۴ آیت ۳۶ تا ۳۹) کی یہ عبارت ہے:

"اور جب انہوں نے اس طرح بات چیت کی تب مسیح نے جو ان کے درمیان موجود تھے ان سے کہا کہ تم پر سلامتی ہو لیکن وہ ڈر گئے اور خوفزدہ ہو گئے۔ تب مسیح نے ان سے کہا کہ تم کیوں پریشان ہو اور کیوں تمہیں خیالات پریشان کر رہے ہیں۔ میرے ہاتھوں اور پیروں کو دیکھو کہ یہ میرے اپنے ہیں۔ ان کو چھوؤ، یہ دیکھو میں خود مسیح ہوں۔ کیا کسی روح کے بھی جسم اور ہڈیاں ہوتی ہیں جیسا کہ تم میری دیکھتے ہو۔ دو فقرات کے بعد مسیح اپنا بھوکے ہونے کا اظہار کرتے ہیں جو کہ ایک روح کے لئے قطعی ناممکن ہے"۔(صفحہ ۵۰)

☆......مسٹر ہولجن کرسٹن لوقا باب ۲۴ آیت ۳۸۔۴۳ کی عبارت کا حوالہ دے کر اس پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

"Jesus is keen to demonstrate to his followers that his body is quite earthly in nature, just it had been before. He stresses his physical presence by allowing them to touch him, and by eating food, and tells them plainly that he is no ghost. To prove that his body has not been "transformed" in any way. He also shows the marks of his wounds and even asks "Doubting Thomas" to touch the wounds in his side with his hand. Later he revealed himself to the eleven as they were sitting at the table and criticized their lack of faith and their obduracy in not believing those who had seen him after his rising again(!)(Mark 16:14) That Jesus was there in person was the result of no administrative error, no trickery, no illusion; his body is as human as theirs, neither transfigured nor that as astral projection or a ghost that is the message he tries to get the diciples to take in."

یعنی "مسیح اس امر کو عملاً ثابت کرنے کے لئے کہ اس وقت ان کا وجود جسم خاکی کی صورت میں تھا جیسا کہ واقعہ صلیب سے قبل تھا۔ وہ اپنی جسمانی موجودگی پر زور دیتے ہوئے انہیں (حواریوں) کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ انہیں چھوئیں ۔ پھر انہوں نے ان کے ہمراہ کھانا کھایا اور صاف اور سیدھے الفاظ میں یہ واضح کیا کہ وہ بشکل روح نہیں۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ان کے جسم میں کوئی تغیر نہیں آیا انہوں نے زخموں کی نشاندہی کی یہاں تک کہ مشتبہ تھوما حواری کو یہاں تک کہا کہ ان کے زخموں کو خود ہاتھ سے چھو کر دیکھے۔ یہ باور کرانے کے لئے کہ ان کے جسم میں کسی قسم کا کوئی تغیر نہیں آیا۔ بعد ازاں وہ گیارہ کے درمیان ظاہر ہوئے جبکہ وہ ایک میز کے گرد بیٹھے تھے۔ اس وقت مسیح نے ان پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ان کے دل ایمان سے خالی ہیں کیونکہ وہ اس امر پر یقین ہی نہیں کر رہے کہ یہ وہی شخص ہے یعنی مسیح جس کو ہم واقعہ صلیب سے قبل جانتے تھے۔ اور انہوں نے اس واقعہ کے بعد ان کو دیکھا۔(مرقس باب ۱۶ آیت ۱۴)

وہ مسیح جو ان کے پاس واقعہ صلیب کے بعد تھے وہ وہی شخصیت ہیں جن کو وہ واقعہ صلیب سے قبل جانتے تھے۔ نہ اس میں کوئی انتظامی غلطی ہے نہ کوئی شعبدہ بازی یا جادوگری ہے اور نہ ہی کوئی وہم۔ ان کا جسم اسی طرح انسانی تھا جس طرح ان سب کا جو ان کے ساتھ تھے۔ نہ ان کے جسم میں کوئی انقلاب یا تبدیلی آئی اور نہ ہی وہ روح میں متشکل ہوا۔ یہ وہ پیغام تھا جو مسیح اپنے حواریوں کو دینا چاہتے تھے۔(صفحہ ۱۹۸)

☆......ارنسٹ بی ڈیکر (Earnest B. Docker) اپنی تصنیف "اگر مسیح صلیب پر نہ مرے ہوں" (If Jesus did not die on the Cross) میں تحریر کرتے ہیں:

"If it is true that he asked Thomas to put his finger in the print of his nails; if it is true that he said to his doubting disciples,"Behold my hands and my feet,that it is I myself,handle me and see; for a spirit hath no flesh and bones as ye see me have" if it is true that he ate in presence of his disciples; if it is true that he disguised himself as a gardener after leaving the sepulcher; if it is true that he walked the whole distance from Jerusalem to Gelilee on foot; it follows clearly as day follows night that the statement that he appeared suddenly in rooms whose doors were shut is not true in its literal sense and that his body was not an astral body, but a body made of flesh and bones."

(Docker,Ernest B,If Jesus did not die on the Cross? London:Robert Scott 1920, page 45)

یعنی "اگر یہ سچ ہے کہ مسیح نے تھوما حواری سے یہ کہا کہ وہ اپنی انگلی ان کے زخموں میں ڈالے۔ اگر یہ سچ ہے کہ مسیح نے اپنے شکوک سے پُر حواریوں کو یہ کہا کہ میرے ہاتھ اور پیر دیکھو کہ یہ مَیں ہی ہوں۔ مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ روح کا کوئی جسم اور ہڈیاں نہیں ہوتیں جیسی کہ تم میری دیکھتے ہو۔ اگر یہ سچ ہے کہ مسیح نے اپنے حواریوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ اگر یہ سچ ہے کہ وہ باغبان کا لبادہ اوڑھ کر سپلچر سے باہر نکلے۔ اگر یہ سچ ہے کہ انہوں نے یروشلم سے جلیل تک کی مسافت پیادہ طے کی تو پھر اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے ایسا واضح نتیجہ جیسا کہ دن کے بعد رات آتی ہے کہ 'مسیح ان کمروں میں داخل ہوئے جن کے دروازے بند تھے' کو ہرگز ظاہر پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ مزید برآں یہ کہ ان کا جسم کوئی فلکیاتی جسم نہیں تھا بلکہ وہی جسم خاکی تھا جو گوشت اور ہڈیوں پر مشتمل ہوتا ہے"۔

☆......ڈاکٹر جیمز ڈیئر ڈارف (Dr. James Deardorff) نے بھی اسی استدلال کی بھرپور تائید کی ہے کہ حضرت مسیح کا جسم وہی تھا جو واقعہ صلیب سے قبل ان کو حاصل تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

"In the Lucan account, Jesus is portrayed as being hungry and eating a piece of fish in front of the disciples (Luke 24:4-43). This behaviour is certainly not suggestive of a resurrected body whose cells are no longer subject to growth, subdivision, aging and death. However, neither it is suggestive of a spiritual body or ghost, and be appears to have wished to emphasize that point ...... Jesus must just previously have been with those who helped him survive the crucifixion, since this all took place in Jerusalam, and they would have seen to it that he had eaten as much as he could tolerate at that time".

(Jesus in India by Deardorff page 206)

یعنی "لوقا کے بیان سے ظاہر ہے کہ مسیح بھوکے تھے اور انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ

مچھلی کا ٹکڑا کھایا (لوقا باب ۲۴ آیت ۴۳،۴۲)۔ یہ عمل سراسر اس بات کی تردید کرتا ہے کہ ان کا جسم ایسے خلیات سے بنا تھا جن میں روئید گی، تقسیم خلیات، امتدادِ زمانہ کے باعث ضعف اور موت کا شکار ہونا نہ پایا جاتا ہو۔ اسی طرح نہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مسیح ایک روح کی شکل میں تھے اور اس امر کی مسیح نے بار بار تاکید کی۔ مسیح یقیناً ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جنہوں نے آپ کی جان بچانے میں مدد کی کیونکہ یہ سب کارروائی یروشلم میں ہوئی تھی۔ ان کے ساتھیوں نے ضرورت سمجھی کہ ان کو مناسب خوراک دی جائے جتنی کہ ان کا جسم برداشت کر سکتا ہو یعنی موقعہ کی مناسبت سے ہو"۔ (صفحہ ۲۰۶)

دیکھئے کس قدر واضح طور پر بہ بانگ دہل ان محققین نے حضور علیہ السلام کے اسلوب اور طریق استدلال اور علم کلام کو اپنایا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بارے میں بے اختیار دل یہ گواہی دیتا ہے کہ آپؑ نہ صرف امام زمان تھے بلکہ حقیقی معنوں میں "سلطان القلم" تھے۔

☆......☆......☆......☆

چھٹی انجیلی شہادت

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"اور منجملہ انجیلی شہادتوں کے جو ہم کو ملی ہیں انجیل متی کی مندرجہ ذیل آیت ہے:

"اور اس وقت انسان کے بیٹے کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی اور انسان کے بیٹے کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے"۔

(دیکھو متی باب ۲۴ آیت ۳۰)

اس آیت کا اصل مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ جبکہ آسمان سے یعنی محض خدا کی قدرت سے ایسے علوم اور دلائل اور شہادتیں پیدا ہو جائیں گی کہ جو آپ کی الوہیت یا صلیب پر فوت ہونے اور آسمان پر جانے اور دوبارہ آنے کے عقیدہ کا باطل ہونا ثابت کر دیں گی......۔ اور اسی زمانہ میں جبکہ یہ حقیقت کھل جائے گی، لوگ روحانی طور پر مسیح کو زمین پر نازل ہوتے دیکھیں گے"......۔

('مسیح ہندوستان میں'
روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۸،۳۹)

حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ پیشگوئی بڑی عظمت کے ساتھ پوری ہوئی۔ ادھر خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مثیل مسیح بنا کر مبعوث فرمایا اور دوسری جانب توحید خالص کی ایسی ہوا چلائی کہ عیسائی محققین نے اپنی تحقیقات عیسائی عقائد کے بارہ میں تیز تر کر دیں اور اجتماعی طور پر اور جدا جدا وہ سب اس نتیجہ پر پہنچے کہ عیسائیت کے موجودہ عقائد نہ صرف خلاف عقل ہیں بلکہ ان کو الٰہی احکامات کہنا ایک شرمناک فعل ہے۔ ذیل میں ایسے متعدد حوالہ جات پیش ہیں جو مختلف عقائد موجودہ کو صریح طور پر رد کرتے ہیں۔

سب سے پہلے یسوع مسیح کی خدائی کے بطلان کا اعتراف کرنے والوں کی آراء پیش ہیں:

☆......ورجینیا انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے ہسٹری کے پروفیسر پال سی پاپاس (Paul C. Pappas) اس ضمن میں یوں رقمطراز ہیں:

"Biblical scholarship today is rather skeptical concerning Jesus' Devinity and resurrection. Hans Kung of Tubingen, Germany, a Roman Catholic priest and theologian, in his best seller "Chriest Sein" (Published in 1976 in English with the title 'On Being a Christian'), reinterpreted the dogmas of the church's early ecumenical councils on Christ's nature, which he finds outdated, to meet today's prevailing mentality. He holds that Jesus' divinity simply implies that God was present in Jesus and revealed himself through Christ's work. By proclaiming that the Son "Pre-existed" with the Father from eternity, Kung says, the church Father merely meant to substantiate God's unique call made in with Jesus. For Kung, Jesus had the same resurrection as every man who dies and goes to God because he has been saved. No physical resurrection took place contrary to the laws of nature, only a spiritual one in God's world..... although he accepts the Chalcedon formula, he asserted that it must be interpreted in the light of modern scholarship, which holds that Jesus did not proclaim himself as the eternal Son of God, nor did the early Christians accept him as such. In addition Kung maintains that the early dogmas were faulty because they were based on Greek concept of man and naturethat are now outdated."

(Tomb of Jesus in India,by paul C Pappas page 48.)

یعنی "مسیح کی خدائی اور مر کر دوبارہ جی اٹھنے کے عقائد آج علمائے بائبل کے نزدیک مشکوک اور مشتبہ ہو چکے ہیں۔ Tubingen جرمنی کے ایک مشہور رومن کیتھولک پادری ہینس کنگ نے اپنی تصنیف "عیسائی بننے پر" میں مسیح کی اصل حقیقت کے بارہ میں دوبارہ تشریح کی ہے۔ کیونکہ گزشتہ عقائد موجودہ دور میں بالکل فرسودہ ہو چکے ہیں اور موجودہ دماغ اس کو قبول کرنے سے قاصر ہے۔ مسیح کی خدائی سے صرف یہ مراد ہے کہ مسیح کے ساتھ خدا کی تائید و نصرت ہر لحظہ شامل تھی اور اس کے جملہ امور میں مسیح کو خدا کی براہ راست مدد آتی رہی۔ یہ امر کہ مسیح ابتدا سے خدا تعالیٰ کے ساتھ تھا اور یہ اعلان کہ مسیح خدا کے بیٹے کی حیثیت سے اس کے ساتھ شروع سے تھا اس کے معنی چرچ کے سربراہان یہ لیتے تھے کہ مسیح کے ساتھ خدا کا ایک مخصوص رشتہ تھا۔ کنگ کے نزدیک مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے کا تصور وہی عام تصور ہے جو ہر شخص کے بارہ میں ہے کہ وہ مرنے کے بعد خدا کے حضور حاضر ہوگا۔ کوئی غیر مرئی مردہ سے زندہ ہونا مسیح کے لئے وقوع میں نہیں آیا۔ صرف روحانی بلندی درجات مراد ہے۔ اگرچہ کنگ چال سیڈون فارمولا کا حامی تھا تاہم وہ اس امر پر زور دیتا تھا کہ اس فارمولے کی تشریح کی جائے اور موجودہ علوم کی روشنی میں اس کا مطالعہ کیا جائے جس کے مطابق مسیح ہرگز خدا کے جسمانی بیٹے نہیں اور نہ ہی ابتدائی عیسائی اس کو قبول کرتے تھے۔

مزید برآں کنگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ عیسائیت کے یہ عقائد غلط ہیں کیونکہ یہ تمام اس یونانی فلسفہ جو انسان اور اس کی ماہیت کے بارہ میں رائج تھے سے اخذ کئے گئے ہیں جو اب قصہ پارینہ کے سوا کچھ حیثیت نہیں رکھتا"۔

☆......وہ مزید لکھتے ہیں:

"Catholics are not alone among Christians in attacking Christ's Divinity. Seven British theologians, six Anglican and One member of United Reform Church in a collection of Essays titled *The Myth of God Incamate* have also attacked Jesus' divinity and the Nicene Creed. Among those contributors is Oxford Theologian Maurice Wiles, for 5 years chairman of the Church of England's most influential Doctrinal Commission..... in the United States, Robert S. Alley, a southern Baptist Theologian and Religion Chairman at the University of Richmond, was suddenly transferred to another department after he told a group of athiests at a meeting that Jesus never really claimed to be God, nor to be related to him as son.

(Tomb of Jesus in India,by paul C Pappas page 51.)

یعنی "صرف کیتھولک ہی مسیح کی خدائی پر حملہ آور نہیں۔ سات انگریز علمائے دینیات، چھ انگریزی چرچ کے سربراہان اور یونائیٹڈ ریفارم چرچ کے ایک ممبر نے ایک سلسلہ مضامین بعنوان "فرضی خداؤں کا فسانہ" میں واضح طور پر مسیح کی خدائی کے خلاف آواز اٹھائی اور اسی طرح Nicene Creed پر حملہ آور ہوئے۔ ان مضامین کے تحریر کرنے والوں میں چرچ آف انگلینڈ کے مارلیس وائلز جو پانچ سال تک انگلستان کے چرچ کے عقائد وضع کرنے والے کمیشن میں چوٹی کے عالم رہے ہیں۔ اسی طرح امریکہ کے رابرٹ ایس ایلی جو یونیورسٹی آف رچمنڈ کے چیئرمین ہیں کا ایک تقریر کی وجہ سے تبادلہ کر دیا گیا جس میں انہوں نے دہریوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فی الحقیقت مسیح نے کبھی خدا کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی وہ اس کی ابنیت کے مدعی رہے"۔

☆......مارک بورگ (Marcus Borg) اپنی تصنیف "مسیح ۲۰۰۰ء میں" (Jesus at 2000) میں ابنیت مسیح کے عقیدہ کی تنقید اور اس کی وضع کے بارہ میں لکھتے ہیں:

"Thus, initially to call Jesus, Son of God was to speak of an intimacy of relationship between Jesus and God. As Son of God developed in early Christian tradition, it moved from being a relational metaphor to being a biological metaphor in the birth stories in Matthew and Luke. In these stories, Jesus is convinced by the spirit and, if the text are read literally, is Son of God became conceptualized. Specifically, to call Jesus Son of God became an ontological and doctrinal statement about the ultimate status if Jesus, reaching its climax in Nicene Creed. There, in the language of fourth Century Christian theology, with strong undercurrents of Hellenistic philosophy, Jesus is spoken of as the only begotton Son of God' "true God of true God" and " of one substance as the father." Metaphor became doctrine.

(Borg Marcus J.Jesus at 2000 .Boulder,CO: Westview Press 1998. page 14)

یعنی "پس ابتداءً مسیح کو خدا کا بیٹا کہنے والے اس رشتہ الفت کے بارے میں اظہار کرنا مطلوب تھا جو مسیح اور خدا کے درمیان پایا جاتا ہے۔ ابن اللہ کی اصطلاح جیسا کہ عیسائیت میں رائج ہوئی استعارے کی زبان ترک کرکے حیوانی رشتہ میں متی اور لوقا نے پیش کی۔ ان کہانیوں میں مسیح روح سے متاثر ہے اور جب ظاہری معنوں پر ان تحریرات کو محمول کیا جائے تو ابن اللہ کا تصور ابھرتا ہے۔ خصوصی طور پر ابن اللہ کا تصور Necine Creed کے وقت اپنے جسمانی تصور کی معراج کو پہنچا۔ چوتھی صدی عیسوی میں جبکہ دنیا میں یونانی طرز رہائش رائج تھا اور یونانی فلسفہ عروج پر تھا مسیح کو نہ صرف ابن اللہ بلکہ اکلوتا بیٹا، سچے خدا کا اصلی سچ اور خدا اور مسیح کا ایک وجود متصور ہونے لگا اور اس طور پر استعارہ کی زبان جسمانی شکل اختیار کر گئی"۔

☆......ریورنڈ ریمنڈ براؤن (Rev. Raymond Brown) اپنی تصنیف "مسیح کی وفات" (Death of Jesus) میں بڑی جرأت کے ساتھ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ مسیح کا جسمانی طور پر ابن اللہ ہونے کا تصور مسیح کی زندگی میں بکلی مفقود نظر آتا ہے۔ یہ تصور بعد کی اختراع ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"Thus there is reason in the Gospels, read perceptively, to think that unlike "the Messiah" the title "the Son of God" was not applied to Jesus in his lifetime by his followers or, a fortiori, by himself, It was a revealed early post ministry insight. This would mean that the high priest's question phrased in Mark 14:61, "Are you ... the Son of the Blessed [=God]?" was not the formulation in a Jewish investigation of Jesus in AD30/33."

(Brown,Reymond,Death of Messiah, page 14)

"پس انجیل کے بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی وجہ ہے کہ برخلاف "مسیح" کے

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

انسان میں بدترین خُلق خوفناک حرص اور ناپسندیدہ بزدلی ہے۔

اپنی صحت کے ایام میں بیماری کے ایام کے لئے کچھ بچا کر رکھنا یہ توکّل کے خلاف نہیں ہے۔

عہدہ کے لئے بھی حرص نہیں کرنی چاہئے۔ یہ وہم ہے کہ دولت سے دل کا چین خریدا جاسکتا ہے۔

جس قدر دنیا زیادہ ملتی ہے اسی قدر بلائیں سامنے آجاتی ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۳۰؍مارچ ۲۰۰۱ء بمطابق ۳۰؍شہادت ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ. وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا . يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ . وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ. وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ﴾

(سورۃ البقرہ آیت ۹۷)

اور تُو اُنہیں سب لوگوں سے زیادہ زندگی پر حریص پائے گا حتّٰی کہ ان سے بھی (زیادہ) جنہوں نے شرک کیا۔ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ کاش وہ ایک ہزار سال عمر دیا جاتا حالانکہ اس کا لمبی عمر دیا جانا بھی اسے عذاب سے بچانے والا نہیں۔ اور اللہ اس پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے جو وہ کرتے ہیں۔

آج کے خطبہ کا موضوع حرص و ہوا ہے کہ انسان دنیا کے لالچوں میں زندگی بسر کر دیتا ہے اور موت کا خیال نہیں کرتا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ زندگی میں خوب ایک دوسرے سے چھیننے جھپٹنے اور ان کی حرص و ہوا میں انسان مصروف ہو جاتا ہے اور یہ سوچتا ہی نہیں کہ آخر اس نے مرنا ہے۔ ہر پیدائش جو ہوتی ہے دراصل ایک موت پیدا ہوتی ہے کیونکہ پیدائش تو ہو یا نہ ہو مرنا بہر حال ہر ایک نے ہے اور اس وقت موت کی گھڑی میں پھر بہت دیر کے بعد یاد آتا ہے کہ ہمیں آخر اب اللہ کے حضور حاضر ہو جانا ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ احادیث نبوی مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن میں اسی مضمون پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ’’آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اس کی حرص اور امید باقی رہتی ہے‘‘۔ یعنی بڑھاپے کے باوجود وہ کوشش یہی کرتا ہے کہ جتنی چھینا جھپٹی کر سکتا ہے کر لے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۱۵ ۔مطبوعہ بیروت)

اسی طرح سنن الترمذی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’ابن آدم کے پاس اگر سونے کی ایک وادی بھی ہو تب بھی وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس دوسری وادی بھی آجائے اور اس کے منہ کو سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

(سنن الترمذی ابواب الزھد ۔باب ما جاء لوكان لابن اٰدم واديان من مال......)

انسان کا منہ تو بالآخر مٹی سے بھرنا ہے ورنہ اس کی حرص و ہوا کا کوئی حال نہیں ہے۔ غالب کہتا ہے۔

دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا ۔۔۔ یاں آپڑی یہ حرص کہ تکرار کیا کریں

دونوں جہان کی تکرار بھی دونوں جہان ہی ہو سکتے ہیں۔ تو انسان جب تک مٹی کا منہ نہ دیکھ لے اس وقت تک اس کی حرص و ہوا کا کوئی آخری کنارہ نہیں۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کے پاس اگر سونے کی ایک وادی بھی ہو تب بھی وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس دوسری وادی بھی آجائے اور اس کے منہ کو سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

اسی طرح ترمذی میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو بھوکے بھیڑیئے جنہیں بھیڑوں پر چھوڑ دیا جائے ان بھیڑوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا کہ مال و عزت کی حرص کسی شخص کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔

(سنن الترمذی ابواب الزھد)

ایک اور روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند احمد بن حنبل میں درج ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’انسان میں بدترین خُلق خوفناک حرص اور ناپسندیدہ بزدلی ہیں‘‘۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۰۲ ۔مطبوعہ بیروت)

یہ حرص کا بزدلی سے کیا تعلق ہے۔ ’خوفناک حرص اور ناپسندیدہ بزدلی‘ دراصل کمی کے خوف سے ہی حرص پیدا ہوتی ہے۔ بزدلی اس بات کی ہے کہ کہیں ہمارا جو کچھ خدا نے ہمیں دیا ہے وہ ختم ہی نہ ہو جائے۔ پس ان دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ خوفناک حرص اور بزدلی ایک دوسرے کی دوست ہیں۔

ایک اور روایت سنن نسائی سے حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی بندے کے اندر خدا کے راستہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی کسی بندہ کے دل میں ایمان اور حرص جمع ہو سکتے ہیں۔

(سنن نسائی کتاب الجہاد باب فضل من عمل فی سبیل الله علی قدمه)

مسند احمد بن حنبل کی یہ روایت ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَیں مومنوں کی تین قسمیں دیکھتا ہوں۔ ایک وہ مومن جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں، پھر وہ کسی شک میں مبتلا نہیں ہوتے اور خدا کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔ یہ اول قسم ہے مومنوں کی۔ دوسرے وہ مومن جن پر لوگ اعتبار کر کے ان کے پاس اپنے اموال اور نفوس امانت رکھتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ان کو امین سمجھتے ہیں تو ان کے پاس امانت رکھتے ہیں۔

ایک دفعہ مجھے یاد ہے کہ ہمارے بُرجی بابل میں ایک شخص تھا کافی مولوی پرست۔ وہ ایک دفعہ کچھ پیسے لے کے آیا اور مجھے وقف جدید میں دیئے کہ مَیں آپ کے پاس امانت رکھنا چاہتا ہوں۔ مَیں نے کہا تمہارے گاؤں کا مولوی ہے، تمہیں اتنا پیارا ہے وہ، اس کے پاس کیوں نہیں رکھواتے۔ اس نے کہا توبہ توبہ اگر اس کے پاس رکھوائی تو پھر گئی۔ تو میں نے کہا تمہیں اپنا دین اس کے پاس رکھتے ہوئے حیا نہیں آتی اور پیسے اس سے بچاتے ہو۔ جو تمہارے پیسے کھا جاتا ہے وہ تمہارا دین بھی کھا جائے گا۔ اس لئے امین وہ ہے جو ہر چیز کی امانت رکھے۔

پھر تیسرے یہ فرمایا ایسے مومن جن کو جب طمع پیدا ہونے لگے تو وہ اسے اللہ عزّوجل کی خاطر چھوڑ دیں۔ تو طمع تو ہر انسان میں کچھ نہ کچھ ضرور ہوتی ہے۔ وہ کبھی کبھی سر اٹھاتی ہے، سوئی ہوئی ہوتی ہے جسم کے اندر۔ تو جب وہ سر اٹھائے تو اس وقت سوچے کہ یہ خدا کو پسند نہیں ہے تو پھر اس کی خاطر چھوڑ دے۔ مومنوں کی یہ تین قسمیں ہیں اس کے سوا کوئی مومن نہیں ہے۔ جن میں یہ تین باتیں پائی جائیں گی وہ ضرور مومن ہو گا۔ (مسند احمد بن حنبلؒ۔ باقی مُسند المکثرین)

پھر سنن نسائی کتاب الوصایا میں روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات ہلاک کر دینے والی باتوں سے اجتناب کرو۔ عرض کی گئی

وہ کونسی سات باتیں ہیں؟۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شرک کرنا، حرص اور بخل، ایسی جان کو ناحق ہلاک کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے روز منہ موڑ کر بھاگ جانا اور پاک دامن بے خبر مومن عورتوں پر بہتان طرازی کرنا۔
(سنن نسائی کتاب الوصایا باب اجتناب اکل مال الیتیم)

ایک مسند احمد بن حنبل میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: "ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے بن کر سامنے آئے گا"۔ ظلم اندھیرے کو کہتے ہیں اور قیامت کے دن اندھیرے بن کے آئے گا یعنی روحانی طور پر بھی انسان پر وہ اندھیرا بن کے چھا جائے گا۔ "بے حیائی اور یاوہ گوئی سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے۔ بخل اور حرص سے بچو کیونکہ اسی نے پہلوں کو برباد کیا"۔ یہاں بھی دیکھیں بخل اور حرص کا تعلق جوڑا گیا ہے۔ بخل اور حرص دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ بخل اس بات کا بخل ہے کہ خدا نے جو کچھ دیا ہے وہ سارے کا سارا ضائع ہی نہ ہو جائے، خرچ ہی نہ ہو جائے۔ فرمایا "پہلے لوگوں کو ان دو چیزوں نے برباد کیا، قطع رحمی پر آمادہ کیا۔ یعنی یہ جو بخل ہے اس کے نتیجہ میں قطع رحمی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ میرے پاس بہت سے جھگڑے آئے دن آتے رہتے ہیں ان میں سے اکثر قطع رحمی کے ہی ہیں۔ یعنی بھائی بھائی کی جائیداد کھا رہا ہے، بھائی بہن کی جائیداد کھا رہا ہے اور کوئی حیا اس بات کی نہیں ہے کہ یہ جائیداد لے کے میں جاؤں گا کہاں۔ آخر اس نے مرنا ہے تو مرنے کے وقت وہ خونی فرشتے اس پر مقرر کئے جاتے ہیں جو آنکڑوں سے اس کی جان نکالتے ہیں۔ یعنی یہ ایک تمثیل ہے کہ ایسے بد شخص کی روح کو فرشتے ہاتھ بھی لگانا پسند نہیں کرتے۔ تمثیلی رنگ میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں اپنی جان نکالو اور آنکڑوں سے اس کی جان نکالتے ہیں۔

تو اس روایت کو بھی غور سے سنئے۔ "ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے بن کر سامنے آئے گا۔ بے حیائی اور یاوہ گوئی سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے۔ بخل اور حرص سے بچو کیونکہ اسی نے پہلی قوموں کو برباد کیا"۔ بخل اور حرص کو دونوں کو آپس میں باندھا، پھر "اسی نے انہیں قطع رحمی پر آمادہ کیا اور انہوں نے اپنوں سے قطع تعلق کر لیا۔ اسی نے انہیں بخل پر آمادہ کیا اور وہ بخیل بن گئے۔ اسی نے ان کو فسق و فجور پر آمادہ کیا اور وہ فاسق و فاجر بن گئے"۔
(مسند احمد۔ جلد اول، صفحہ ۱۹۵۔ مطبوعہ بیروت)

پس فسق و فجور ان کی آخری حد ہے۔ ایسے لوگ رفتہ رفتہ کھسکتے کھسکتے ضرور فسق و فجور میں داخل ہو جاتے ہیں۔

ایک مسلم کتاب البر میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے روز تاریکیوں میں بدل جائے گا اور حرص اور بخل سے بچو کیونکہ یہ ایسی بیماری ہے جس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ اس نے ان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ انہوں نے آپس میں خون بہائے اور اپنی حرمت والی چیزوں کو حلال قرار دے دیا۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم)

عبّاد بن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنن نسائی میں روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: میں چار چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ایسے علم سے جو نفع نہ دے"۔ اب رسول اللہ ﷺ کی عاجزی اور انکسار کی حد ہے کہ آپ کا علم ہی ہے جو آج تک ہمیں نفع دے رہا ہے اور قیامت تک جو ظاہر ہوتے رہیں گے ان کو آپ کا بیان فرمودہ چھوٹے سے چھوٹا علم بھی نفع دیتا رہے گا۔ اور فرمایا "میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو"۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر خشوع کسی اور دل میں نہیں ہو سکتا۔ انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ آپؐ نماز پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ بعض دفعہ آپ کا قیام اتنا لمبا ہو جاتا تھا کہ راوی کہتا تھا کہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں اب بیٹھ جاؤں مگر حضرت رسول اللہ ﷺ کو اکیلا چھوڑ کر بیٹھنے پر بھی دل آمادہ نہیں ہوتا تھا۔ تو آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر خشوع بھی کسی کو نصیب نہیں ہوا اور اس کے باوجود وہ اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ میں ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں خشوع نہ ہو۔
پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر کم پر کوئی سیر نہیں ہو سکتا تھا۔ جو

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کچھ ہوتا تھا وہ بھی آگے بانٹ دیتے تھے۔ اس کے باوجود عرض کرتے ہیں کہ "ایسے نفس سے جو سیر ہی نہ ہوتا ہو اس سے بھی میں تیری پناہ چاہتا ہوں"۔ اور سب سے آخر پر "ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے"۔ (سنن نسائی کتاب الاستعاذہ باب الاستعاذۃ من نفس لا تشبع)

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر مقبول دعائیں کبھی کسی نبی کو بھی نصیب نہیں ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو تم نے وہاں معجزہ دیکھا عرب کے بیابانوں میں کہ صدیوں کے مردے زندہ ہو گئے وہ ایک فانی فی اللہ کی دعائیں ہی تو تھیں۔ پس دعا بھی وہی ہے جو قبول ہو اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعائیں مقبول تھیں اور قبولیت دعا کا راز یہ ہے کہ اللہ سے یہ مانگا جائے کہ ہماری دعائیں قبول کرو۔ بعض لوگ جو مجھے لکھتے ہیں کہ ہم کس طرح دعا مانگیں کہ قبول ہو جائے تو اس کا یہی علاج ہے اور یہی حل میں ان کو بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگیں کہ وہ آپ کو مقبول دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت الترمذی میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ: "ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے"۔ (ترمذی کتاب الزھد)

پس آج بھی جو امت محمدیہ کے لئے فتنہ ہے وہ مال ہی ہے۔ اور آپ دیکھیں جتنے بھی مولوی ہیں وہ کفر کو اپنا رزق بنائے ہوئے ہیں۔ پس دراصل مال ہی ہے جو ان کے لئے فتنہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف نصیحت فرمائی تھی کہ دیکھو ایسا رزق نہ چاہنا جو تمہارا ایمان چاٹ جاتا ہو۔ تو آج کل ساری دوڑ مال ہی کی ہو رہی ہے۔ غیر قوموں سے بھیک مانگتے ہیں، کرتے پڑتے ہیں اور آخری تان اس بات پہ ٹوٹتی ہے کہ ہم مال مانگ کے مانگے ہوئے قرضے ادا کریں گے۔ پس مال کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے اس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جاگیریں نہ بناؤ ورنہ تم دنیا میں ہی دلچسپی لینے لگ جاؤ گے"۔ (سنن الترمذی کتاب الزھد) اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں کچھ لوگوں نے جاگیریں بھی بنائیں اور ان کو رسول اللہ ﷺ نے منع نہیں فرمایا، اس لئے کہ وہ جاگیروں کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے تھے اور دنیا میں ہی دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ پس یہ دو مشروط چیزیں ہیں جاگیریں نہ بناؤ یعنی اس حال میں نہ بناؤ کہ تم محض دنیا ہی میں دلچسپی لینے لگ جاؤ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم بھی حضورؐ کے گرد بیٹھ گئے۔ تب آپؐ نے فرمایا: میں اپنے بعد تمہارے بارے میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تمہارے اوپر دنیا کی زیب و زینت (کے دروازے) کھول دیئے جائیں گے۔ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک موقع پر فرمایا کہ میں دور کے قادیان کو جو ہزار سال بعد شاید ظاہر ہونا ہو، اس طرح دیکھتا ہوں کہ بہت موٹے موٹے تجوریوں والے سیٹھ دوکانوں پہ قبضہ کئے ہوئے ہیں اور یہ آخری ہلاکت ہے جس کے بعد پھر کوئی اس جماعت کو بچانے کے لئے نہیں آئے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت بخاری کتاب الرقاق میں درج ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اس کی طرف دیکھے جسے اس پر مال اور خلق میں فضیلت دی گئی ہے تو اس کی طرف بھی تو دیکھے جو اس سے کمتر ہے"۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق)

یہ ایک بہت ہی اعلیٰ درجہ کی ایسی نصیحت ہے جو ہر شخص کے کام آتی ہے۔ کوئی دنیا میں ایسا شخص نہیں جس پر کسی اور شخص کو مال اور خلق میں فضیلت نہ ملی ہو۔ یہاں خُلق نہیں فرمایا خَلق فرمایا ہے یعنی بناوٹ، چہرہ، شکل و صورت، قد کاٹھ، ان سب چیزوں میں بہرحال بعض دوسروں کو ایک انسان پر ضرور فضیلت ہوتی ہے اس وقت دل میں جو حسرت سی پیدا ہوتی ہے کہ کاش ہمیں خَلق میں اور مال وغیرہ میں فضیلت ملتی۔ اس کا علاج صرف یہی ہے کہ اس سے نیچے بھی تو بہت سے لوگ ہیں ان کی طرف دیکھے کہ دیکھو میں کتنوں سے، لاکھوں کروڑوں سے بہتر ہوں اور ان کی طرف دیکھ کے اس کے دل کو تسکین مل جائے گی۔ (مسلم، کتاب الزھد الرقائق۔ بخاری، کتاب الرقاق)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ابن آدم کا اس سے زیادہ کوئی حق نہیں کہ ایک گھر جس میں وہ رہے اور لباس ہو جس سے وہ اپنا ستر ڈھانپے اور (کھانے کے لئے) روکھی سوکھی جو بھی ہو یعنی جیسی کیسی بھی روٹی ہو وہ کھا سکے اور اسے پینے کا پانی میسر آ جائے"۔ (ترمذی، کتاب الزھد)

تو آج کل چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات کی دھڑا دھڑ نافرمانیاں ہو رہی ہیں اس لئے اب پاکستان ہی کو دیکھ لیں وہاں پینے کے لئے پانی میسر نہیں اور کھانے کے لئے غریبوں کو روٹی میسر نہیں، یہاں تک کہ وہ غربت اور فاقوں سے تنگ آکر تن سوزی کر لیتے

ہیں یعنی اپنے آپ کو جلا لیتے ہیں۔ یہ اس کا حل تو نہیں، ایسا شخص تو خود اپنے منہ سے جہنم مانگتا ہے۔ جو اس دنیا میں اپنے اوپر جہنم ڈالتا ہے وہ آخرت میں بھی اپنے لئے جہنم ہی مانگتا ہے۔ مگر ان لوگوں کو علم کوئی نہیں، نہ ان کا کوئی خیال رکھنے والا ہے، نہ ان کو سچا علم دینے والا ہے اور آئے دن یہ واقعات چھپتے رہتے ہیں۔ تو اب پاکستان دیکھ لو کہ کس طرح بوندوں کا محتاج ہو گیا ہے۔

ایک خبر میں نے پڑھی کہ دریائے سندھ جس کو ایک طرف سے دیکھ کر واقعۃً یوں لگتا تھا کہ دوسری طرف اس کا کنارہ ہی نہیں ہے۔ اب اس میں سے پیدل لوگ گزر جاتے ہیں۔ اب پانی اتنا کم ہو گیا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اسی قسم کے عذاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا کرتے ہیں۔ کبھی کم پانی کے، کبھی زیادہ پانی کے، جیسے حضرت نوح کی قوم کو زیادہ پانی کا عذاب بھی ملا تھا۔ تو جو للّٰہی زندگی وقف کرتے ہیں ان کو نہ کم پانی کا عذاب ملتا ہے نہ زیادہ پانی کا۔ متوازن پانی ہمیشہ ان کو ملتا رہتا ہے۔ لیکن کئی دفعہ ہم نے پاکستان میں دیکھا ہے کم پانی کا عذاب ختم ہوتے ہی سیلاب آنے شروع ہو گئے اور پھر پانی اتنا بڑھا کہ بستیاں اس میں ڈوب گئیں۔ تو کم پانی بھی ایک عذاب ہو جاتا ہے۔

ایک ترمذی کتاب الزھد سے حضرت مُسْتَوْرِدْ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخرت کے مقابل پر دنیا کی مثال ایسے ہی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالتا ہے، پھر وہ دیکھے کہ وہ کس قدر (پانی اپنے ساتھ) لے کر واپس آتی ہے۔

اب اسی قسم کے مضمون کی روایت سوئی کے ناکہ والی بھی ہے۔ ایک سوئی کا ناکہ ایک عظیم سمندر میں ڈبوؤ اور اس کو نکالو تو سوئی کے ناکہ کے ساتھ جتنا پانی لگا ہو اس سے سمندر میں جتنی کمی آ سکتی ہے اللہ تعالیٰ کے فیض میں اتنی کمی بھی نہیں آتی۔ اگر تم اس کے فیض میں غوطہ خوری کرو اور اس کے فیض سے طلب کرو تو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے فیض میں اپنی کنجوسی کو داخل نہیں کرنا چاہئے۔ یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اتنا زیادہ کیسے دے گا۔ اللہ تعالیٰ تو اگر تمہیں سمندر بھی دے دے تو خدا کے نزدیک تو اتنا ہی ہو گا جیسے ایک سمندر کا قطرہ ہو۔ تو اپنے بخل کو اللہ کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے۔

ایک روایت مسلم کتاب الزھد والرقائق سے حضرت مُطَرِّف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ: "مَیں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ سورہ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نے اس کی تلاوت کے بعد فرمایا: "ابن آدم کہتا ہے۔ میرا مال! ہائے میرا مال!!۔ اے ابن آدم! کیا کوئی تیرا مال ہے بھی سہی؟ سوائے اس مال کے جو تُو نے کھایا اور ختم ہو گیا یا جو پہن لیا اور وہ پرانا اور بوسیدہ ہو گیا یا جو تُو نے صدقہ کیا کہ وہ تمہارے لئے اگلے جہان میں فائدہ کا موجب ہو گا"۔ اپنا مال تو تمہارا بس وہی ہے جو تم نے صدقہ کر دیا ورنہ باقی مال تو اسی دنیا میں کھا پی لیا اور بوسیدہ کر دیا۔ (مسلم، کتاب الزھد و الرقائق)

پھر ترمذی میں کتاب الرقاق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے میرے کندھوں کو پکڑا اور فرمایا: "دنیا میں اس طرح ہو جا گویا تُو ایک پردیسی یا مسافر ہے"۔ جب انسان مرنے لگتا ہے تو پھر یہی دل سے آواز اٹھتی ہے کہ کچھ بھی نہیں تھا۔ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا، جو سنا افسانہ تھا۔ مگر زندگی کے دن کاٹتے ہوئے اس وقت یہ خیال نہیں آتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: تم پردیسی یا مسافر کی طرح زندگی بسر کرو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: "جب تُو شام کرے تو صبح کی انتظار نہ رکھ"۔ اسی لئے جب سونے کے بعد آنکھ کھلتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے دعا سکھائی ہوئی ہے کہ وہ خدا ہمارا کتنا مہربان ہے جس نے موت کے بعد ہمیں زندگی بخشی۔ "اور جب صبح کرے تو شام کی انتظار نہ کر کیونکہ کسی وقت بھی موت آسکتی ہے۔ اور اپنی صحت کے ایام کے دوران مرض کے ایام کے لئے کچھ بچا کر رکھ لے"۔ یہ کچھ بچا کر رکھنا توکل کے خلاف نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت ہے جس پر عمل کر کے ہم نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ یعنی بُرے وقتوں کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ اچھے وقتوں میں بچا کر رکھنا چاہئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بھی یہی سنت تھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو سکھائی گئی تھی۔ تو جب بُرے وقت آئیں تو ان کے لئے اچھے وقت کا کچھ بچایا ہوا رکھنا چاہئے تاکہ برے وقتوں میں کام آجائے۔

فرمایا، اپنی صحت کے ایام کے دوران مرض کے ایام کے لئے کچھ بچا کر رکھ لے۔ صحت میں تو انسان مزدوری بھی کرے تو کچھ نہ کچھ کما لیتا ہے لیکن جب مریض ہو جائے تو اس کا کوئی حال نہیں رہتا۔ اور پھر "اپنی زندگی کے دوران موت کے لئے کچھ بچا کر رکھ لے"۔ موت کے لئے جو بچانا ہے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ اپنے کفن کے لئے پیسے بچاؤ۔ مراد یہ ہے کہ صدقہ و خیرات دو تو پھر تمہارے ساتھ اگلی دنیا میں کام آئے۔ (الترمذی۔ کتاب الرقاق)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے ایک دفعہ آنحضرت ﷺ سے کچھ امداد کے لئے عرض کیا"۔ اب یہ بڑی دلچسپ روایت ہے۔ حضرت حکیم بن حزامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے میرے سوال کے مطابق کچھ دیں۔ ایک بار پھر ایسی ہی مَیں نے درخواست کی۔ پہلی دفعہ بھی پوری کر دی رسول اللہ ﷺ نے، دوسری دفعہ بھی پوری فرما دی۔ آپؐ نے پھر مجھے عطا فرمایا۔ پھر مَیں درخواست گزار ہوا، اُسے بھی آپؐ نے منظور فرما لیا لیکن ساتھ ہی ارشاد فرمایا: اے حکیم! یقیناً مال بہت سرسبز اور میٹھا ہے لیکن برکت بے نیازی میں ہی ہے"۔ حقیقت یہ ہے کہ بے نیازی سے بڑھ کر کوئی برکت نہیں ہوتی۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی یہ روایت میں کئی دفعہ پہلے بھی بیان کر چکا ہوں مگر ہے بہت پیاری۔ کئی دفعہ پھر بھی بیان کیا جائے تو نئی نسلوں کی ہدایت کا موجب بن سکتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ ایک جگہ سے میں گزرا کرتا تھا جہاں ایک لنگوٹیا فقیر جس کے تن پر کچھ بھی نہیں تھا بیٹھا ہوا مانگا کرتا تھا تو ایک دفعہ میں جب گزرا تو وہ بہت خوشی سے چھلانگیں مار رہا تھا۔ میں نے اس سے کھڑے ہو کر پوچھا کہ تجھے کیا مل گیا ہے؟، کونسی تمہاری مراد پوری ہو گئی جو تم اتنی چھلانگیں لگا رہے ہو۔ تو اس نے گھور کے مجھے دیکھا اور کہا جاؤ اپنا رستہ لو، جس کی مراد ہی کوئی نہ رہے اس کی پوری ہی پوری ہے۔ مَیں اس فقر میں اس قناعت کے راز کو پا گیا ہوں۔ اب میری کوئی مراد باقی نہیں رہی۔ پس جس کے دل کی مرادیں ختم ہو جائیں وہ سب کچھ پا گیا۔ غالب بھی کہتا ہے۔

تجھ کو ہو جب یقین اجابت دعا نہ مانگ　　　یعنی بغیر یک دلِ بے مدعا نہ مانگ

کہ اگر تمہیں کبھی یقین ہو کہ تمہاری دعا ضرور قبول ہو گی تو سب سے بہتر دعا یہی ہے کہ اے خدا ہمارے دل کو قناعت عطا فرما دے، ہمیں کوئی خواہش نہ رہے مانگنے کی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "مال بہت سرسبز اور میٹھا ہے لیکن برکت بے نیازی میں ہی ہے۔ جو شخص اس دنیا کے حاصل کرنے میں حرص ولالچ کا مظاہرہ کرتا ہے وہ بے برکتی کا منہ دیکھتا ہے اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا جاتا ہے لیکن اس کی بھوک ختم نہیں ہوتی"۔ پھر فرمایا: "اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے افضل ہے"۔

حکیم بن حزامؓ کہتے ہیں: مَیں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! اس ذات کی قسم جس نے سچائی کے ساتھ آپ کو بھیجا ہے، مَیں آپؐ کے سوا کسی سے کچھ نہیں لوں گا یہاں تک کہ دنیا سے کوچ کر جاؤں۔ چنانچہ بعد میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکیم بن حزامؓ کو بلاتے تاکہ انہیں کچھ عطیہ دیں لیکن وہ قبول نہ کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے بھی ان کو دینا چاہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ مختلف اسلامی جنگوں اور سرحدوں سے جو مال غنیمت ہاتھ آیا کرتا تھا وہ صحابہ کو بانٹا کرتے تھے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے مسلمانو! مَیں تم کو حکیم بن حزامؓ کے متعلق گواہ بناتا ہوں کہ مَیں نے ان کے سامنے مال میں سے ان کا حق پیش کیا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ غرض حضرت حکیم بن حزامؓ بہت دیر تک رسول اللہ ﷺ کے بعد زندہ رہے اور مرتے دم تک کسی سے کچھ نہ لیا۔ صرف اپنے آقا و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے خیرات وصول کی اور کسی سے کچھ نہیں لیا۔ (بخاری۔ کتاب الوصیۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "سب سے زیادہ سچا کلمہ جو کسی شاعر نے کہا ہے وہ لبید کا یہ مصرعہ ہے: اَلَا کُلُّ شَیْئٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلُ۔ کہ خبردار اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز ہیچ اور جھوٹ ہے۔ (صحیح البخاری کتاب المناقب)

اسی طرح عہدہ کے لئے بھی حرص نہیں کرنی چاہئے۔ یعنی دنیا کی مال و دولت کی تو حرص کرتے ہیں عہدہ کے لئے بھی لوگ حرص کرتے ہیں، صحیح بخاری کتاب الاحکام میں یہ روایت ہے عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہ مَیں اور میری قوم کے دو اَفراد رسول اللہ ﷺ کے حضور آئے تو اُن میں سے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! ہمیں حاکم بنا دیجئے۔ ایسی ہی بات دوسرے شخص نے بھی کہی تو حضورؐ نے فرمایا کہ ہم کسی ایسے شخص کو امارت پر فائز نہیں کرتے جو یہ خود مانگے اور نہ (اُسے دیتے ہیں) جو اس کی حرص رکھے۔ (صحیح بخاری، کتاب الاحکام)

اب یاد رکھو کہ جماعت میں بھی یہی دستور چل رہا ہے کوئی شخص خود اپنے آپ کو ووٹ نہیں دے سکتا، نام تجویز کرنا تو درکنار ووٹ بھی نہیں دے سکتا۔ اور اگر ثابت ہو جائے کہ کسی الیکشن میں کسی نے اپنے آپ کو ووٹ دیا تھا یا کسی کو کہا تھا کہ وہ اسے ووٹ دے تو اس صورت میں اگر وہ کامیاب بھی ہو جائے تو اس کا نام رڈ کر دیا جاتا ہے۔ پس یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت مؤکدہ کے مطابق ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

”دنیا کی حرص و ہوا نے تمہیں آخرت کی تلاش سے روک رکھا یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پڑے۔ دنیا سے دل مت لگاؤ۔ تم عنقریب جان لوگے کہ دنیا سے دل لگانا اچھا نہیں۔ پھر مَیں کہتا ہوں کہ عنقریب تم جان لوگے کہ دنیا سے دل لگانا اچھا نہیں۔(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۸۸)
﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾ یہ اسی آیت کا ترجمہ ہے۔

پھر ”کشتیٔ نوح“ میں فرمایا: ”اے امیرو! اور بادشاہو! اور دولتمندو! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بھی بہت کم ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں اور اس کی تمام راہوں میں راستباز ہیں۔ اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کی املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اس میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے“۔(کشتیٔ نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۷۰)

ایک عبارت ملفوظات جلد سوم سے لی گئی ہے۔ ”پھر ایک بداخلاقی بخل کی ہے“ یعنی اخلاقِ فاضلہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مختلف نصائح فرمائیں ان میں بخل سے باز رہنے کو بھی ایک اخلاق کی اعلیٰ قسم بیان فرمایا۔ ”باوجودیکہ خداتعالیٰ نے اس کو مقدرت دی ہے مگر یہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا“۔ بداخلاقی بخل کی ہے تو بخل کی بداخلاقی سے مراد یہ ہے کہ اپنے ہمسایوں، اپنے گردوپیش پر ذرا بھی رحم کی نگاہ نہیں ڈالتا۔ ”ہمسایہ خواہ ننگا ہو، بھوکا ہو مگر اس کو اس پر رحم ہی نہیں آتا، مسلمانوں کے حقوق کی پرواہ نہیں کرتا۔ تو بجز اس کے کہ دنیا میں مال و دولت جمع کرتا رہے اور کوئی کام دوسروں کی ہمدردی اور آرام کے لئے نہیں رکھتا حالانکہ اگر وہ چاہتا اور کوشش کرتا تو اپنے قویٰ اور دولت سے دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتا تھا مگر وہ اس بات کی فکر ہی نہیں کرتا“۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۰۹۔۶۱۰۔جدید ایڈیشن)

پھر دنیا کے اموال پر گرنے والوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح تنبیہ فرمائی: ”وہ جو دنیا پر کتّوں یا چیونٹیوں یا گِدّوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے“۔(کشتیٔ نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۳)

پھر فرمایا: ”جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے“۔(کشتیٔ نوح۔روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۸)۔

پس اپنے اموال کو اپنے اوپر بھی بے شک خرچ کریں مگر آخرت کا خیال ضرور رکھیں ورنہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں سے نہیں رہیں گے۔

ملفوظات کی یہ عبارت ہے:

”متقی سچّی خوشحالی ایک جھونپڑی میں پا سکتا ہے، جو دنیادار اور حرص و آز کے پرستار کو رفیع الشّان قصر میں بھی نہیں مل سکتی“۔ یہ وہم ہے کہ دولت سے دل کا چین خریدا جا سکتا ہے۔ بڑے بڑے امیر لوگ بھی اگر اپنے دل کا حال بتائیں تو انسان کو پتہ چلے کہ کس طرح ان کے اندر ایک آگ لگی ہوئی ہے۔ ایک دفعہ ایک سہگل صاحب جو اس زمانہ میں تو بہت کم امیر ہوتے تھے آج کل تو بے شمار امیر ہوگئے ہیں۔ سہگل پاکستان کے امیر ترین لوگوں میں سے تھا۔ اس سے لوگ بہت ہی حسد بھی کرتے تھے اور رشک بھی کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک مجلس میں کسی نے اس سے کہا کہ آپ کے تو عیش ہیں، آپ کو تو جو کچھ دنیا میں میسر آسکتا تھا ہوگیا ہے، کسی چیز کی کمی نہیں تو ایک دم کھڑے ہو کر اس نے اپنا قمیص کھولا اور کہا کہ اگر تم میرے دل میں جھانک کر دیکھو تو تمہیں پتہ لگے کہ یہاں جہنم ہے، آگ لگی ہوئی ہے میرے دل میں، کوئی دولت مجھے فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ارشاد تھا کہ میرے دل کو دیکھو تو اس میں صرف تقویٰ دکھائی دے گا۔ پس جو تقویٰ سے خالی دل ہوتے ہیں ان کے اندر جہنم ہی برستی ہے۔ پس دنیا کی دولتوں میں صرف اسی دولت پر رشک کرو جو بنی نوع انسان کی خاطر خرچ کرنے والے کی دولت ہے، اسی علم پر رشک کرو جو بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے خرچ ہوتا ہے، باقی ساری باتیں بے معنی اور بے حقیقت ہیں۔

”جس قدر دنیا زیادہ ملتی ہے، اسی قدر بلائیں زیادہ سامنے آجاتی ہیں“۔ اب دنیادار بتاتا تو نہیں پھرتا کہ کیا بلائیں ہیں لیکن اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ جو دنیا کمانے میں ہی منہمک ہوتے ہیں ان کو ہزار قسم کی بلائیں گھیر لیتی ہیں۔ ”پس یاد رکھو کہ حقیقی راحت اور لذّت دنیادار کے حصّہ میں نہیں آئی۔ یہ مت سمجھو کہ مال کی کثرت، عمدہ عمدہ لباس اور کھانے کسی خوشی کا باعث ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں، بلکہ اُس کا مدار ہی تقویٰ پر ہے“۔(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۸۰- جدید ایڈیشن)

جماعت احمدیہ مانچسٹر (برطانیہ) کے زیر انتظام

جلسہ پیشوایان مذاہب کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: محمد اکرم ملک، مبلغ سلسلہ مانچسٹر)

جماعت احمدیہ مانچسٹر قریباً ہر سال ہی جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد کرنے کی سعادت پاتی ہے۔ امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مانچسٹر کے زیر انتظام یکم اپریل کو شام پانچ بجے جلسہ پیشوایان مذاہب کا نہایت کامیاب انعقاد ہوا جس میں Sanctity Of Marriage کے موضوع پر دنیا کے چھ بڑے مذاہب کے نامزد سکالرز نے اپنے اپنے مذہب کی رو سے اظہار خیال کیا۔

اس جلسہ کے لیے انتظامات قریباً دو ماہ قبل شروع کیے گئے تھے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے اپنے جلسہ کے مقررین سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اپنی تقریر میں کسی دوسرے مذہب پر تنقید سے اجتناب کریں صرف اپنے ہی مذہب کی تعلیم کے مطابق خطاب کریں۔ اس خط کا جملہ مذاہب نے خیر مقدم کیا۔

یکم اپریل کو مہمان ساڑھے چار بجے ہی آنا شروع ہوگئے تھے۔ جلسہ کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے سٹیج سیکرٹری مکرم سائمن یوسف واکر نے مقررین کا تعارف کروایا اور انہیں سٹیج پر مدعو کیا۔ جملہ مہمانان کی سٹیج پر تشریف آوری کے بعد جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد مکرم بلال ایٹکنسن صاحب صدر جماعت احمدیہ ہارٹلے پول نے جماعت احمدیہ کا مؤثر انداز میں تعارف پیش کیا اور مہمانوں کو سیمینار میں شرکت پر خوش آمدید کہا۔

بعد ازاں ہندو مت کے نمائندے مسٹر راج کوشال نے تقریر کی۔ مسٹر کوشال مانچسٹر میں گیتا بھگوان ہندو ٹیمپل کے بانی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہندو مذہب میں شادی کو بہت اہمیت دی جاتی ہے اور گزشتہ زمانہ میں طلاق کا تصور بہت کم تھا مگر اب مذاہب کے جاننے والوں میں بھی طلاقیں بہت ہو رہی ہیں۔ ان کے بعد بدھ مت کے نمائندہ DR, JEFF SIMM نے تقریر کی۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے مذہب میں شادی کے تقدس کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اس لئے اس مذہب میں زنا وغیرہ کی کوئی سزا بھی بیان نہیں ہوئی۔ پھر یہودی مذہب کے نمائندہ RABBI DR. ALAN UNTERMAN نے تقریر کی اور بائبل کی ایک آیت کی رو سے شادی کو مقدس قرار دیا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ شادی کرنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

ان کے بعد عیسائی مذہب کے مقرر پادری REV. GREG FOSTER نے تقریر کی اور تورات کی اُسی آیت کا حوالہ دیا جو یہودی مقرر نے پیش کی تھی مگر ساتھ ہی کہا کہ ہمارے مذہب میں شادی کوئی اہم فریضہ نہیں ہے کیونکہ ہمارے مذہب کے بانی اور لیڈر نے شادی نہیں کی تھی۔ اور اسی وجہ سے لفظ SANCTITY نے ہمیں متاثر نہیں کیا۔ اس کے بعد سکھ مذہب کے لیڈر مسٹر نرمل سنگھ (MR.NIRMAL SIGH) نے تقریر کی۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے مذہب میں شادی کی بہت اہمیت ہے اور ہماری مقدس کتاب میں اس کا بار بار ذکر پایا جاتا ہے جس کے انہوں نے حوالے بھی پیش کئے۔

سیمینار کے آخری مقرر مکرم محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لنڈن تھے جنہوں نے بتایا کہ قرآن کریم جو مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے اس میں شادی کی اہمیت اور تقدس پر بہت زور دیا گیا ہے۔ نیز بتایا کہ بانیٔ اسلام سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بنی نوع انسان کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔ آپؐ نے عملاً شادی کرکے، اپنی ازدواجِ مطہراتؓ کے ساتھ حسن سلوک فرما کر دنیا کو بے نظیر نمونہ پیش فرمایا۔ نیز فرمایا کہ نکاح میری مقدس سنت ہے اور جو میری سنت سے پہلو تہی کرتا ہے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مکرم امام صاحب نے قرآنی آیات کریمہ، احادیث مبارکہ اور آنحضور ﷺ کی مبارک سنت سے آراستہ بہت دلنشین تقریر کی اور جملہ حاضرین نے آپ کی تقریر کو غور سے سنا اور اسلامی تعلیمات کو سراہا۔ آپ کی تقریر کے بعد احباب کو اجازت دی گئی کہ وہ چاہیں تو موضوع کے مطابق مقررین سے سوال کر سکتے ہیں یا اپنی رائے دے سکتے ہیں۔ یہ سلسلہ بیس منٹ تک جاری رہا۔

سوال و جواب کی مجلس کے بعد مکرم سائمن یوسف واکر صاحب نے جملہ مقررین اور بالخصوص محترم امام صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ وہ لنڈن سے یہاں اس مقصد کے لئے تشریف لائے اور حاضرین کو خطاب کیا۔ اسی طرح انہوں نے جملہ حاضرین کا بھی شکریہ ادا کیا اور جملہ مہمانوں کو تحفۃً حضور انور ایدہ اللہ کی تصنیف Revelation, Rationality, Knowledge & Truth اور جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے شائع شدہ دس فولڈرز کا پیک (MILLENIUM GIFT SERIES) کاؤنٹر سے مفت حاصل کرنے کی پیشکش کی۔ پھر دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام کو پہنچا جو مکرم امام صاحب نے یہ کہہ کر کروائی کہ ہم اپنی روایات کے مطابق اجلاسات کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے اور اختتام دعا سے کرتے ہیں۔ لیکن حاضرین میں سے جو دعا میں شریک نہ ہونا چاہیں یا اپنے طریق پر دعا میں شامل ہونا چاہیں، وہ اس بارہ میں آزاد ہیں۔

اس سیمینار میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ساڑھے تین سو احباب و خواتین شامل ہوئے جن میں ۱۴۰ مہمان تھے۔ جملہ شرکاء کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اس دوران بھی مہمانوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے کا موقع ملتا رہا۔

اس پروگرام کو کامیاب بنانے کیلئے ساری مقامی جماعت نے بہت محنت کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ قارئین کی خدمت میں تمام کارکنان کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

Money Matters
Mortgages, Remortgages
Secured-unsecured Loans
Homeowner Loans,
Tenent Loans,Personal Loans,
Credit Cards,
Current-Savings accounts,
Business Finance
FEEL FREE TO CCONTACT
Mr.Khalid Mahmood
Tel:020 8649 9681 Fax:020 8686 2290
Mobile: 07931 306576
Your home is at risk if you do not keep up repayments on mortgage or any other loan secured on it

بقیہ: کسر صلیب اور اہل دانش

از صفحہ نمبر ۴

"ابن اللہ" کا ٹائٹل مسیح کی زندگی میں نہ مسیح نے استعمال کیا اور نہ ہی اس کے ماننے والوں نے۔ یہ مسیح کے بعد میں آنے والوں کا خیال ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرقس باب ۱۴ آیت ۶۱ کے مطابق اعلیٰ پادری کے سوال کہ کیا تم مبارک وجود (خدا) کے بیٹے ہو۔ ۳۰ سن ۳۰ء کے ماحول میں یہودیوں کا ہرگز وہ مطلب نہیں تھا کہ مسیح فی الحقیقت ابن اللہ ہیں"۔

☆......بشپ جان شیلبی سپانگ (Bishop John Shelby Spong) اپنی کتاب "عیسائیت کو کیوں بدلنا چاہئے یا اسے موت قبول کرنی ہے" (Why Christianity must change or die) میں یہ روشنی ڈالتے ہیں کہ عیسائیت کے جملہ عقائد انتہائی بودے، غیر معقول اور موجودہ روشن خیال دماغوں کے لئے قطعاً ناقابل قبول ہیں ان کو انہیں بدلنا چاہئے یا عیسائیت کو موت قبول کرنی چاہئے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"Since their assumption was that Jesus was God in a human form, they attributed to him the ability to do whatever they believed God alone was able to do.... All of this was but the interpretive framework in which the God experience in Jesus of Nazareth came to be understood. It was an interpretation based upon the theistic concept of God present in that era of human history. This language employed the vocabulary of a pre-modern, nonscientific world. There was no other alternative for processing the God experience in the first century of this Common Era. That interpretive language was then incorporated into our creeds, our liturgies, our prayers and our theological concepts. It is this language that has become all but nonsencical. The frame of references that produced those understandings of reality has disintegrated. The words, the concepts and the theological reasoning by which they interpreted their experiences have all became empty and meaningless. To reject that interpretive language was inevitable, but to reject the interpretive language is not to deny the power of the experience".

(Spong,John shelby,Why Christianity must change or die, New York:Harper Collins Publishers 1999 page 221-222)

یعنی "چونکہ ان کا یہ خیال تھا کہ مسیح انسان کی شکل میں خدا ہیں انہوں نے وہ تمام استعدادیں جو خدا کی طرف منسوب ہو سکتی تھیں مسیح کی طرف منسوب کر دیں۔ یہ تمام صرف سمجھانے کے اسلوب تھے جو اس زمانہ میں مسیح کے خدا کے تعلق کے سلسلے میں اختیار کئے جا سکتے تھے۔ یہ زبان جو اس وقت استعمال کی گئی جدید زمانے سے قبل اور غیر سائنٹیفک زبان تھی۔ مسیح کے خدا سے اس رشتہ کو کسی اور زبان میں پیش کرنا بالخصوص پہلی صدی میں انسان کے لئے ممکن نہ تھا۔ یہ فرسودہ زبان میں پیش کیا گیا تصور عیسائی عقائد، تعلیمات اور تصورات کا حصہ بن گیا۔ یہی وہ زبان اور تخیلات ہیں جو انتہائی غیر معقول اور ناکارہ ثابت ہوئے ہیں۔ وہ تصورات اور ذہنی اٹھان اب نیست و نابود ہو چکی ہے۔ وہ تمام الفاظ، بیانات، تخیلات اور مذہبی پیش کردہ دلائل جن سے وہ انسانی تجربات کو بیان کرتے تھے اب محض کھوکھلے اور بے معنی ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس مبینہ بیان اور تصورات کو رد کرنا ناگزیر ہو چکا ہے۔ لیکن اس سے مسیح کے خدا کے ساتھ تعلق کے عظیم تجربے سے انکار نہیں کیا جا سکتا"۔

☆......ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر ہاروی کاکس (Dr.Harvey Cox) اس سوال کے جواب میں کہ اگر حضرت عیسیٰ آج دنیا میں تشریف لائیں اور ان سے موجودہ عیسائیت کے بارے میں دریافت کیا جائے تو ان کا جواب یا ردعمل کیا ہوگا، بیان کرتے ہیں کہ:

"I think he would be very puzzled by Christianity. He didn't know the term, it was only invented later. To some extent, the term Christianity, as a way of talking about that which Jesus introduced into history and wants us to be part of , is only partially helpful. In some ways it's even misleading. So we have to be careful not to identify Christianity with Jesus."

(Messiah in 2000 page 104)

یعنی "میرا خیال ہے کہ مسیح اس عیسائیت کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ جائیں گے۔ ان کے زمانہ میں تو یہ نام عیسائیت (Christianity) موجود نہ تھا، یہ بعد کی اختراع ہے۔ کسی حد تک یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ لفظ 'عیسائیت' اس بات کا نام ہے کہ ہمیں یہ بتلایا جائے کہ مسیح تاریخ میں گزرے ہیں اور ہم سے یہ امور چاہتے تھے۔ یہ بھی صرف جزوی طور پر درست ہے بلکہ بسا اوقات یہ ہمیں غلط رہنمائی کرتا ہے۔ لہذا ہمیں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہئے کہ ہم عیسائیت کو مسیح سے شناخت نہ کرائیں"۔

☆......ڈاکٹر باربرا تھیرنگ (جو کہ Dead Sea Scrolls کی ماہر سمجھی جاتی ہیں) نے اپنی کتاب کے سولہویں باب میں یہ عنوان باندھا ہے کہ "وفات جو ناکام رہی"۔ اس باب میں انہوں نے یہ ثابت کیا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرے بلکہ زندہ اتار لئے گئے۔ آپ لکھتی ہیں:

"مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ وہ زہریلے اثر سے روبصحت ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے Tomb سے باہر آ گئے۔ کچھ عرصہ ان کے ہمراہ رہے یہاں تک کہ وہ روم پہنچ گئے جہاں وہ ۶۴ء میں موجود تھے"۔

('مسیح اور ڈیڈ سی سکرولز کا معمہ' از ڈاکٹر باربرا تھیٹرنگ۔ صفحہ ۱۱۲۔ سڈنی آسٹریلیا)

☆......اس ضمن میں ایک اور انکشاف تورین کے مقدس کفن (Shroud of Turin) کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ابتداءً اس کے بارہ میں یہ رائے ظاہر کی گئی کہ یہ وہ اصل غلاف ہے جس میں مسیح کو لپیٹا گیا۔ لیکن ۱۹۸۸ء کی تحقیقات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ یہ غلاف مسیح کا نہیں ہو سکتا اور ایٹمی کاربن کی مدد سے اس غلاف کی عمر کا تخمینہ لگایا گیا اور اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ یہ غلاف مسیح کا نہیں۔ لیکن اب ۱۹۹۹ء میں ڈاکٹر لیوناسیو گرزا والڈیز (Dr. Loonacio A. Garza Valdes) نے مزید تحقیق سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ۱۹۸۸ء کے تجربات کالعدم سمجھے جائیں۔ اس لئے کہ اس غلاف پر ایسا مواد جمع ہو گیا تھا جو جراثیم نے پیدا کیا اور اصل دھاگے تجزیہ میں شامل نہیں ہوئے بلکہ یہ مواد ٹیسٹ کیا گیا۔ لہذا ان نتائج کی کوئی حقیقت نہیں۔

("دی ڈی این اے آف گاڈ" از ڈاکٹر لیوناسیو گرزا والڈز صفحہ نمبر ۷)

الغرض قصر تثلیث کے وہ تمام ستون ایک ایک کر کے خود ان کے اپنے علماء اور فضلاء نے توڑ ڈالے جن کی نشاندہی ایک سو سال قبل کاسر صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما چکے تھے۔ آپ نے اپنے منظوم کلام میں اس خوش آئند انقلاب کو کیا خوب بیان فرمایا ۔

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں
(مینجر)

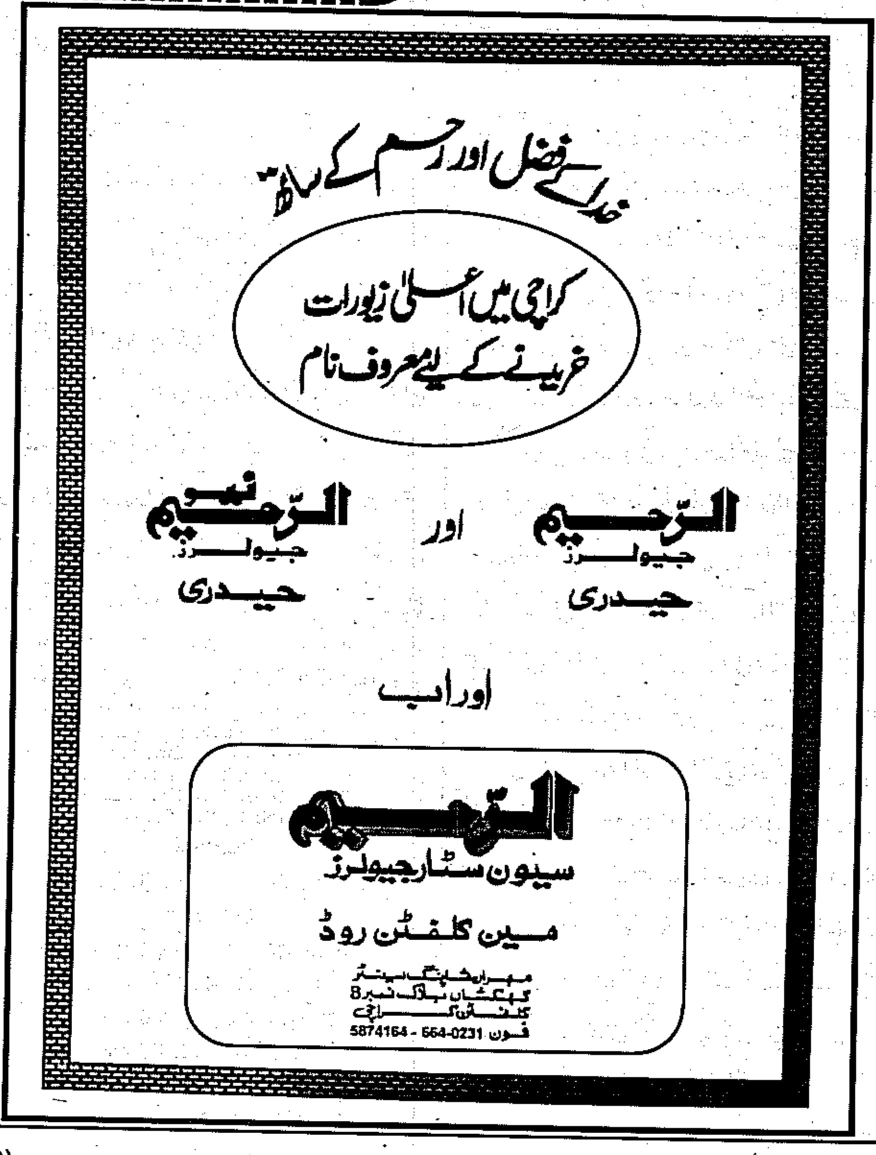

ٹریول کی دنیا میں ایک نام

KMAS TRAVEL

پی آئی اے کے منظور شدہ ایجنٹ

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کسی اور جگہ جانے کی ضرورت نہیں

پارکنگ، پٹرول اور وقت بچائیے۔ Kmas Travel سے دنیا بھر میں جانے کے لئے ہوائی سفر کی بکنگ کروائیں اور گھر بیٹھے ٹکٹ حاصل کریں۔ پریشانی سے بچنے کے لئے قبل از وقت بکنگ کروائیں۔

Belgium اور Swiss کے احباب بھی رابطہ کر سکتے ہیں

رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود

KMAS Travel Darmstadt . Germany

Tel: 06150-866391 Fax: 06150-866394

Mobile: 0170-5534658

دلچسپ حالات وسبق آموز واقعات

مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کامٹوی مرحوم

(ذیل میں مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کامٹوی (مرحوم) کے خود نوشت حالات شائع کئے جارہے ہیں۔ یہ حالات و واقعات کتاب "برہان احمدیت" مؤلفہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر سے ماخوذ ہیں اوران کے شکریہ کے ساتھ طبع کئے جا رہے ہیں)

پیدائش و نسب

میرا سابق نام سردار منگل سنگھ ولد سردار بڈھا سنگھ نمبردار ساکن موضع کونٹھ ہے جو قادیان دارالامان سے شرقی جانب تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ میری پیدائش غالباً ۲۸؍جنوری ۱۸۹۸ء ہے۔ہم "مونے سکھوں" میں سے تھے۔

میں نے پرائمری تک تعلیم موضع کوٹ ٹوڈر میں حاصل کی۔ وہاں کا مدرس لالہ امرناتھ سکنہ کنجرور تحصیل شکر گڑھ کٹر آریہ تھا جس نے مجھے دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ پورا آریہ بنالیا تھا۔دوسرے لفظوں میں یہ کہ میرے اندر اس نے مذہب کا شوق پیدا کر دیا تھا۔ پرائمری پاس کرنے کے بعد مجھے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں سپیشل کلاس میں داخل کیا گیا۔اس وقت وہاں کے ہیڈماسٹر حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔اے۔ مفسر قرآن رضی اللہ عنہ تھے۔چونکہ میں نیانیا آریہ تھا، مذہبی شوق رکھتا تھا تو میں مذہب کے بارہ میں بڑی جستجو رکھتا تھا۔اس وقت تعلیم الاسلام ہائی سکول کچی عمارت میں تھا۔

ایک اہم واقعہ

ہماری کلاس کے مسلمان طلبا کو حضرت مولوی عظیم بخش صاحب پٹیالوی والد ماجد مولوی بشیر احمد صاحب دینی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ہندو اور سکھ طلباء کو اس پیریڈ میں چھٹی ہوتی تھی۔ایک دفعہ ہندو اور سکھ طلبا کلاس میں اس وقت جبکہ قرآن شریف پڑھا جارہا تھا شور کر رہے تھے۔میں نے طلباء کو کہا کہ جیسے ہمارا گرنتھ صاحب مقدس ہے اسی طرح مسلمانوں کے لئے قرآن شریف مقدس ہے۔ ہمیں احتراماً خاموش رہنا چاہئے یا باہر چلے جانا چاہئے۔ میں نے تو اپنی دانست میں بڑی اچھی بات کی۔ مگر مولوی صاحب موصوف نہایت غضب ناک ہو کر فرمانے لگے "کہاں راجہ بھوج اور کہاں گنگا تیلی" اور دوسرے فقرہ میں کہا کہ "کہاں کلام ربانی اور کہاں خرافات انسانی۔ چہ نسبت خاک را باعالم پاک"۔ان کے اس فقرے نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ جسے ہم متبرک آسمانی صحیفہ سمجھ رہے ہیں یعنی جو کتاب ہمارے گرنتھ صاحب کی ہے وہ دراصل محض انسانی کلام ہو۔اس کے متعلق ضرور ہمیں پوری معلومات حاصل کرنا چاہئے۔ ان کے اس فقرے نے میرے کان کھول دئے اور اس دن سے اپنے اساتذہ کی باتیں بڑی توجہ سے سننے اور ان کی حرکات وسکنات بغور دیکھنے لگا۔

اساتذہ

میرے اساتذہ جن کے نام مجھے یاد ہیں یہ ہیں:(۱) شیخ محمد یوسف صاحبؓ(سابق سردار سورن سنگھ)،(۲) حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ،(۳) حضرت نعمت اللہ صاحب گوہرؓ، (۴) صاحبزادہ حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ، (۵) خان عبدالعزیز صاحبؓ ایمن آبادی۔

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا نیک نمونہ

ایک دن تفریح کے پیریڈ میں مدرسہ احمدیہ کے وسیع میدان میں ہم بچے کھیل رہے تھے کہ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ ہیڈماسٹر اپنے گھر کی طرف سے جہاں وضو کیا کرتے تھے اس طرف جارہے تھے۔ کسی لڑکے نے مجھے ایک کنکر مارا۔ میں ایک دیہاتی لڑکا تھا اور کنکر مارنے والا شہری لڑکا تھا۔ میں نے غصے میں آکر اپنا گوبر بھرا جوتا اس کو دے مارا۔ وہ جوتا اس کو لگنے کی بجائے حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کو جا لگا۔اور ان کے کوٹ پر گوبر کا نشان بھی پڑ گیا۔تب میرے اوسان خطا ہوگئے کہ نہ معلوم اب مجھے اس گستاخی کی کیا سزا ملے گی۔ مگر خدا گواہ ہے کہ حضرت مولوی صاحب تیز تیز چل کر اپنے مکان میں داخل ہوگئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا کہ کس نے جوتا مارا ہے۔اس واقعہ کا جو اثر مجھ پر ہوا اس کو میں آج تک نہیں بھولا اور حضرت مولوی صاحب کے اس عفو و درگزر کے معاملہ کو دیکھ کر میرے دل میں آپؓ کی عظمت اور احترام جاگزیں ہوگیا۔ میں جب کبھی قادیان آتا حضرت مولوی صاحب موصوف کو ضرور ملتا۔اس کے بعد میں احمدیت سے بھی متاثر ہونے لگا۔اس واقعہ کے بعد میں احمدی طلباء کے کردار اور احمدیت کا بغور مطالعہ کرنے لگا۔ بعض اوقات جب احمدی طلباء مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جاتے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو لیتا۔وہ نماز پڑھتے اور میں ان کو بغور دیکھتا رہتا۔

امتحان

ایک دفعہ نماز ظہر سے پہلے امام الصلوٰۃ کے انتظار میں مجھے بھی بعض ساتھیوں کے ہمراہ مسجد میں بیٹھنا پڑا اور وہ دن امتحانات کے تھے۔ مختلف لڑکے اپنی کامیابی کے لئے دعا کے لئے رقعے لکھ رہے تھے تو اکبر شاہ صاحب نجیب آبادی نے مسجد میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ تعلیمی امتحانات کے مقابلے میں ایک بہت بڑا امتحان بھی تمہیں دینا ہوگا۔ جو اس امتحان کے مقابلے میں بڑا سخت اور کڑا ہوگا۔ جس میں کسی قسم کی سفارش اور چالاکی کام نہیں آئے گی اور اس امتحان کا نتیجہ بھی اس دنیاوی امتحان سے مختلف ہوگا۔یہ امتحان عارضی ہے،اس کا فائدہ بھی عارضی ہے۔وہ امتحان دائمی اور عمر بھر کے لئے مفید یا مضر ہوگا۔اور فوائد اور نقصانات کی کوئی انتہا نہیں اور وہ امتحان مرنے کے بعد ہوگا۔اس کی تیاری کی طرف بھی ابھی سے توجہ دینی چاہئے۔ ان کی اس تقریر سے متاثر ہو کر میں نے اپنے ایک دوست بابو رام سے (جس کا نام بعد میں پال سنگھ ہو گیا تھا جو قادیان کے قریب رہتا تھا) کہا کہ دیکھو مسلمان طلباء کس طرح خداتعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرتے، عبادت کرتے اور دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں اور پھر بھی امتحان کے نتائج سے فکر مند رہتے ہیں اور کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ ہم لوگ جو ان باتوں سے لاپرواہ ہیں ہمارا کیا حشر ہوگا۔اس پر بابو رام نے کہا: واہ یہ بھی کوئی فکر کی بات ہے جیسے ہم یہاں اس تعلیمی امتحان میں ان لوگوں سے اول اول آتے ہیں (اور واقعی وہ ہر کلاس میں اول آتا تھا) اسی طرح اُس امتحان میں بھی اول آئیں گے۔اس پر میں نے جواب دیا کہ تمہارے اول آنے کا سبب تو تمہاری شب و روز کی محنت ہے اسی طرح اُس روحانی امتحان میں اِن کے اول آنے کا سبب ان کی شب وروز کی ریاضت اور عبادت اور دعائیں ہونگی جس میں ہم صفر ہیں۔ اس پر وہ کھسیانا ہو کر کہنے لگا کہ "دیدہ باید" (دیکھا جائے گا)۔اس واقعہ کے قریباً دو سال بعد پال سنگھ اپنی اس سخت تعلیمی محنت کی وجہ سے دماغی توازن کھو بیٹھا اور تعلیم چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔

ہدایت پانے کی تڑپ

میرے دل میں اسلام اور احمدیت کے بارہ میں اب تحقیق کی پوری لگن پیدا ہو چکی تھی اور میں نے "درثمین" میں سے جب بابا نانک کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طویل نظم پڑھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "ست بچن" کا مطالعہ کیا تو میرا ذہن اسلام کو سمجھنے کے لئے اور بھی تیار ہو گیا۔ اس پر مکرم و محترم حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب سابق مہر سنگھ کی متواتر تبلیغ نے سونے پر سہاگے کا کام دیا۔ بالآخر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ مذہب کے بارہ میں تحقیق تو ایک لمبا عرصہ چاہتی ہے۔ کون تمام ویدوں، گرنتھوں، بائبل اور دیگر مذہبی کتب کا مطالعہ کرکے موازنہ کرتا پھرے اور پھر کسی نتیجے پر پہنچے۔ آؤ مجھے خدا تعالیٰ سے اس بارے میں رہنمائی طلب کرنی چاہئے۔ چنانچہ میں نے فوراً اس پر عمل شروع کردیا۔اور قریباً چھ ماہ تک متواتر اپنی زبان میں دعائیں شروع کردیں۔ شب و روز چلتے پھرتے میرا یہی ورد تھا کہ اے سچے بادشاہ! میں تیرا بندہ ہوں۔سچے مذہب کی طرف میری رہنمائی فرما۔

ہمارے گاؤں کے پاس ایک بہت بڑا تالاب ہے۔ صبح سویرے بارہا ٹھنڈے پانی میں کھڑے ہو کر یہ دعا مانگی کہ اے میرے اللہ! اگر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو اسلام کی طرف بلاتے ہیں اور اسلام ہی کو نجات کا واحد ذریعہ بتاتے ہیں اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو اے میرے پیدا کرنے والے واہگورو! تو اس بارہ میں میری رہنمائی فرما اور خود اپنی طرف سے ایسے اسباب مہیا فرما کہ اسلام قبول کرنے میں میرے لئے کوئی روک باقی نہ رہے اور مجھے اپنا سچا پرستار اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے والا بنادے اور اگر تو نے میری راہنمائی نہ فرمائی اور میری اس التجا کو نہ سنا تو قیامت کے دن میں بری الذمہ ہونگا اور اس کی ساری ذمہ داری تیری ذات پر ہوگی۔ میں یہ فقرات اتنے یقین اور اعتماد سے ادا کرتا تھا کہ میرے دل میں اس دعا کی قبولیت کا یقین راسخ ہوتا چلا جارہا تھا اور اسلام اور احمدیت کی طرف روز بروز کشش بڑھتی چلی جاتی تھی۔جس طرح مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسی طرح میرا دل اسلام کی طرف کھنچا چلا جاتا تھا۔ میری ان دعاؤں اور گریہ وزاری کا بالآخر یہ نتیجہ نکلا کہ میرے دل کو پورا اطمینان ہو گیا کہ میری نجات صرف اسلام ہی سے وابستہ ہے اور کہیں نہیں۔

گیانی دھیان سنگھ سے گفتگو

اسی دوران ایک عجیب واقعہ یہ بھی ہوا کہ مکرم ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب کا چھپا ہوا ایک کتابچہ میری نظر سے گزرا جس میں جنم ساکھی میں چھپا ہوا بابا نانک صاحبؒ کا ایک شبد (شعر) لکھا تھا کہ

لکھ لعنت برسر تنہاں چہ ترک نماز کریں
تھوڑا بہت کھٹیا ہتھوں ہتھ گنویں

جب میں اپنے گاؤں گیا تو اس شبد کے معنے میں نے اپنے پھوپھی زاد بھائی گیانی دھیان سنگھ صاحب سے دریافت کئے تو اس نے جواباً کہا کہ اس شبد میں نماز پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے اور نماز ترک کرنے والوں پر لعنت ملامت کی گئی ہے لیکن یہ ہمارے لئے نہیں ہے۔بلکہ یہ مُسڈوں (مسلمانوں) کے لئے ہے۔اس پر میں خاموش ہو گیا اور قدرے بے اطمینانی کی حالت میں قادیان آکر ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب سے گیانی صاحب کی اس تشریح کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ گیانی صاحب کی اس تشریح سے خود بابا نانک صاحب کی ہتک ہوتی ہے کہ وہ جس چیز پر خود عمل نہیں کرتے تھے دوسروں کو اس کی تلقین کردیتے تھے اور یہ "خود میاں فضیحت دیگراں را نصیحت" والا معاملہ ہو جاتا ہے اور انگریزی کا یہ فقرہ بھی بولا:

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

Why do you preach what you do not practice?

اور قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ یعنی جو تم خود نہیں کرتے وہ دوسروں کو کیوں کہتے ہو۔ کیا اتنے بڑے گرو سے اس بات کی توقع ہو سکتی ہے؟ مجھے اس جواب سے تسلی ہو گئی اور پھر واپس جا کر گیانی صاحب کو خوب رگیدا۔

مسلمان ہونے کی تیاری

۲۸ رمئی ۱۹۱۱ء کا واقعہ ہے قریباً ساڑھے دس بجے ریتی چھلا میں حضرت ماسٹر عبدالرحمن صاحب رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہو گئی۔ میں نے ماسٹر صاحب سے عرض کیا کہ اسلام اور احمدیت کی صداقت مجھ پر عیاں ہو گئی ہے اور اب مجھے کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ میں اب اسلام لانا چاہتا ہوں۔ لیکن ایک دو باتوں کا حل چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ کہ قادیان کے گردونواح میں میرے قریبی سکھ رشتہ دار آباد ہیں۔ میں خود معزز سکھ سردار نمبردار کا بیٹا ہوں۔ میرے قبول اسلام کا پتہ لگتے ہی اس علاقے میں ایک تہلکہ مچ جائے گا۔ خاص کر میری والدہ اور میرے بہن بھائیوں کو پتہ لگے گا تو ان کی آہ وبکا اور چیخ و پکار کو میں برداشت نہ کر سکوں گا۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ مجھے قادیان سے کچھ عرصہ کے لئے باہر بھیج دیا جائے۔

دوسری بات یہ کہ ابھی میں نے اپنی تعلیم مکمل کرنی ہے اور دین کا علم بھی سیکھنا ہے۔ مجھے اپنے گزارے کے لئے کافی رقم کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنے گھر سے کچھ نقدی اور زیورات وغیرہ لے آؤں کیونکہ والد کی جائیداد میں میرا حصہ بھی ہے۔ اس پر حضرت ماسٹر عبدالرحمن صاحبؓ نے فرمایا کہ جب ایک انسان کوئی کام کرتا ہے تو اس کا ایک مطمح نظر ہوتا ہے۔ پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ جب آپ اپنی برادری، اپنے ماں باپ اور اپنی کُل جائیداد سے کنارہ کش ہو کر بلکہ اپنے پہلے دھرم کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہیں تو آپ کے مدنظر کیا مقصد ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میری ایک ہی غرض ہے کہ میرا پیدا کرنے والا خدا مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس پر انہوں نے نہایت ہی جوش سے فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو پھر سوچو کہ تم ایک کمزور و ناتواں انسان ہو کر خدا تعالیٰ کی خاطر اتنی بڑی قربانی کر رہے ہو تو کیا تمہارا خدا اتنا ہی کمزور ہے کہ وہ تمہاری پرورش اور نگہداشت نہیں کر سکے گا؟ اور انہوں نے انگریزی کا یہ فقرہ بار بار دہرایا "What a poor conception of God" یعنی خدا تعالیٰ کے متعلق یہ تمہارا کتنا بودا تصور ہے۔

میں نے کہا یہ بات تو اب میری سمجھ میں آ گئی ہے لیکن میں اپنے دادا کا پوتا ہونے کی وجہ سے اپنی جدی جائیداد کا حق دار ہوں اور اپنا حق لینا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں گے تو میں گھر سے تقریباً پانچ ہزار روپیہ تک لا سکتا ہوں جو مجھے کافی عرصہ تک کفایت کرے گا۔ مجھے کبھی مالی پریشانی نہیں ہوگی اور نہ مجھے کسی کے آگے دست سوال دراز کرنے کی نوبت آئے گی۔ اس پر پھر انہوں نے جوش میں آکر فرمایا: اسلام چوری نہیں سکھاتا۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسلام لانے سے پہلے ہی گھر میں چوری کریں اور Islam does not want a collection of thieves یعنی اسلام چوروں کا گروہ نہیں چاہتا۔ اس پر میں نے گھر سے کچھ لانے کا ارادہ ترک کر دیا اور مسلمان ہونے کے لئے بالکل تیار ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے حضور

اس پر مجھے سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے حضور پیش کیا گیا اور میرے اسلام قبول کرنے پر آمادگی کا ذکر کیا گیا تو حضور نے اپنی خداداد فراست کے ماتحت مجھے حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی نو مسلم کے ہمراہ (جو نہایت جری اور بہادر انسان تھے) ہدایات دے کر باہر بھجوا دیا۔ وہ مجھے بٹالہ لے گئے۔ ان کی ہدایت کے ماتحت نہا دھو کر میں نے نئے کپڑے پہنے۔ وہ مجھے ایک مولوی صاحب کے پاس لے گئے جنہوں نے پہلے ایک رجسٹر میں میرا سابقہ نام درج کیا اور میرا نام محمد دین تجویز کیا۔ لیکن میری درخواست پر پھر میرا پسندیدہ نام عبدالرحمن رکھا گیا اور میں خود کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا۔ چونکہ میں قبل ازیں احمدیت کی تعلیم اور ماسٹر عبدالرحمن صاحب کی تبلیغ سن کر دل سے تو مسلمان ہو چکا تھا، صرف لفظی طور پر کلمہ پڑھ کر اظہار اسلام کرنا باقی تھا۔ اس پر مولوی صاحب نے اس وقت کے دستور کے مطابق میرے مسلمان ہونے کی ایک سند لکھ کر مجھے دی جس کا مقصد غالباً ان کے نزدیک یہ ہوتا تھا کہ یہ شخص جس کے پاس یہ سند ہے نیا نیا مسلمان ہوا ہے اگر اسے کہیں امداد کی ضرورت ہو اور یہ طالب امداد ہو تو اس کی مدد کی جائے۔ لیکن میری غیرت نے ایسی سند لینے سے انکار کر دیا جس کا مقصد بھیک مانگ کر گزارہ چلانا ہو۔ میں نے چاہا کہ میں اسے وہیں پھاڑ کر پھینک دوں لیکن بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی نے فوراً یہ سند مجھ سے لے کر جیب میں ڈال لی اور کہا اگرچہ تمہیں اس کی ضرورت نہیں لیکن یہ ہمارے کام کی چیز ہے۔ میں اپنے پاس اس کو محفوظ رکھوں گا اور بوقت ضرورت ہمارے کام آئے گی۔ چنانچہ ان کی یہ پیش بندی بعد میں پیش آنے والے واقعات کی وجہ سے واقعی صحیح ثابت ہوئی۔

گوجرانوالہ میں رہائش

مسلمان ہونے کے بعد حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی مجھے گوجرانوالہ میں ایک احمدی دوست کے پاس لے گئے جس کا نام احمد دین تھا جو وہاں اول درجہ کے اپیل نویس تھے اور اس وقت وہاں کی جماعت کے امیر بھی وہی تھے۔ وہ مجھے ان کے سپرد کر کے قادیان واپس چلے گئے۔ دوران قیام گوجرانوالہ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ مکرم بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی نے ایک خط کے ذریعہ مجھے اطلاع دی کہ تمہارے قادیان سے چلے جانے اور مسلمان ہونے کی خبر سن کر تمام علاقے کے سکھوں اور غیر مسلم افراد میں ایک ہیجان اور اضطراب پھیل گیا ہے اور تمہارے والدین کوچہ بکوچہ شہر بشہر تمہاری تلاش میں نکل کھڑے ہوئے ہیں اور تمہاری والدہ صاحبہ کی بے قراری تو اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ وہ قادیان کے گلی کوچوں میں آہ و بکا کرتی گھر گھر تمہیں تلاش کرتی پھرتی ہے۔

میرے والد صاحب کی یہ حالت تھی کہ وہ سخت بے قرار تھے۔ انہوں نے ایک وکیل سنت رام گورداسپوری کے ذریعہ انجمن احمدیہ کے سرکردہ اصحاب پر میری گمشدگی کے بارے میں عدالتی چارہ جوئی کی غرض سے نالش کر دی اور قانونی چارہ جوئی کر کے مجھے برآمد کرنے کا پورا تہیہ کر لیا۔ اس وقت کے حالات دیکھنے والوں نے بعد میں مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ تمہاری والدہ صاحبہ کی آہ و بکا، ونالہ وشیون دیکھا نہیں جاتا تھا جو مامتا کی ماری تمہارے فراق اور جدائی میں شب و روز اس نے جاری کر رکھا تھا۔

میری گمشدگی کے بارے میں عدالتی کارروائی

والد صاحب کی عدالتی کارروائی کے نتیجہ میں مجھے گوجرانوالہ سے لاہور لایا گیا اور احمدیہ بلڈنگز لاہور میں لا کر مجھے رکھا گیا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جو ان دنوں اسسٹنٹ سرجن لگے ہوئے تھے ڈاکٹری معائنہ کے لئے مجھے ایک انگریز سول سرجن کے پاس لے گئے جس نے میرا معائنہ کرنے کے بعد میرے متعلق یہ سرٹیفکیٹ دیا کہ یہ لڑکا سولہ سال کی عمر کو پہنچ چکا ہے اور اپنے نفع نقصان کو خوب سمجھتا ہے۔ یہ اپنے فعل کا خود مختار ہے۔ چنانچہ ان کا یہ سرٹیفکیٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس لاہور کے سامنے پیش کیا گیا۔ کیونکہ میرے بارے میں گورداسپور سے کاغذات انہی کے پاس آئے ہوئے تھے کہ منگل سنگھ کا پتہ چلایا جائے کہ وہ زندہ ہے یا مار دیا گیا ہے یا حبس بے جا میں رکھا گیا ہے۔

سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس نے میرے بیانات لئے۔ میں نے اپنے بیانات میں یہ لکھوایا کہ میں بالغ ہوں اور سوچ سمجھ کر اپنی مرضی سے مسلمان ہوا ہوں اور اپنی خوشی سے گوجرانوالہ میں رہ رہا ہوں۔ مجھ پر کسی قسم کا کوئی جبر نہیں۔

میرا بیان لینے اور سرٹیفکیٹ دیکھنے کے بعد سپرنٹنڈنٹ صاحب نے یہ رپورٹ بھجوا دی کہ لڑکا صحیح سلامت ہے، اپنی مرضی سے حلقہ بگوش اسلام ہوا ہے اور اپنی خوشی سے رہ رہا ہے۔ اس رپورٹ پر میرے والد صاحب کا کیس خارج ہو گیا لیکن انہوں نے میری تلاش بھی جاری رکھی اور مجھے پتہ چلا کہ وہ کئی دفعہ اس سلسلہ میں لاہور بھی آئے۔

والد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دربار میں

چاروں طرف سے مایوس ہو کر میرے والدین نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست کی کہ آپ ہماری مدد فرمائیں اور ہمارے بچے کو ہم سے ملوا دیں۔ ہمیں اس کے مسلمان ہونے پر اب کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بے شک وہ مسلمان رہے لیکن رہے ہماری آنکھوں کے سامنے۔ دیکھئے اس کی والدہ اپنے بیٹے کی جدائی میں کس درجہ ہلکان ہو چکی ہے اور پاگل سی ہو رہی ہے۔

میں اپنے والدین کا سب سے بڑا بیٹا تھا اور ان کے بعد نمبرداری کا میں ہی حق دار تھا جسے وہ بہت بڑا اعزاز سمجھتے تھے۔ ویسے بھی میری کئی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے وہ میری جدائی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں میرے والدین کی متواتر یہ التجائیں بار آور ثابت ہوئیں۔ بالآخر حضورؓ نے ان کی حالت پر ترس کھاتے ہوئے مجھے قادیان واپس آنے کا حکم دیا۔

چنانچہ اطلاع کے مطابق جس دن میں نے قادیان واپس آنا تھا میرے والدین بھی میری انتظار میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر تھے۔ قادیان پہنچتے ہی سیدھا میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے آتے ہی سب سے پہلے میری والدہ نے بے اختیار ہو کر آگے بڑھ کر فوراً مجھے گلے لگا لیا۔ اس کی زبان پر چیخیں تھیں، آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ بار بار مجھے چومتی اور گلے لگاتی تھیں۔ اسی طرح میرے والد صاحب بھی مجھے مل کر خوشی کے آنسو بہا رہے تھے۔ اس رقت انگیز منظر کو دیکھ کر تمام حاضرین مجلس بھی متاثر تھے اور آبدیدہ ہو رہے تھے۔

بھگت سنگھ اور میری والدہ

میری والدہ صاحبہ نے مجھے بتایا کہ تمہارے ایک رشتہ دار بھگت سنگھ نامی جو میرے مسلمان ہونے سے کئی سال قبل قتل کے ایک کیس میں سزایاب ہوئے اور لمبی سزا کاٹ کر جب وہ واپس آئے تو میرے والد صاحب نے میری تلاش میں انہیں بھی ساتھ لے لیا۔ ایک موقعہ پر میرے متعلق والدہ صاحبہ کے سامنے جب بھگت سنگھ نے یہ کہا کہ اگر منگل سنگھ مجھے کہیں مل گیا تو میں اسلام لانے کی اسے اچھی طرح سزا دوں گا اور اس کی ایک ٹانگ کاٹ کر اس کو لنگڑا تو ضرور کر دوں گا' والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ جب اس نے یہ بات کہی تو میں نے غضبناک ہو کر کہا "بھگت سنگھ تیرا کیا حق ہے کہ تو میرے بیٹے کی ٹانگ کاٹے۔ میری تو یہ پرارتھنا (دعا) ہے کہ وہ زندہ ہو جہاں بھی ہو خوش رہے اور اس کا رب راکھا ہو" اور اسے نفرت سے

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

میں نے دھتکار دیا اور کبھی میں نے اسے منہ نہیں لگایا۔ والدہ صاحبہ کی اس بات کی تصدیق مکرم ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب کے ایک خط سے بھی ہو گئی تھی جس میں انہوں نے یہ لکھا تھا کہ تمہارے متعلق غیر مسلموں کے ارادے برے ہیں اور تمہاری جان کو بھی اُن سے خطرہ ہے۔ اس لئے جب قادیان آؤ تو خاص کر بٹالہ اسٹیشن پر اپنی حفاظت کا خیال رکھنا۔ اس پر میں نے انہیں یہ لکھ بھیجا تھا کہ ماسٹر صاحب ایک تو میں بہادر قوم کا فرد ہوں اور دوسرا اب ایمان لا کر میرے اندر بہادری اور شجاعت کا جوہر اور بھی بڑھ گیا ہے۔ اصل حفاظت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ میں ان کی دھمکیوں سے قطعاً نہیں ڈرتا۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے ان کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اس بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا حکم ملتے ہی میں بے دھڑک قادیان چلا آیا تھا۔

نمبرداری اور تمام حقوق سے دستبرداری

میرے والد صاحب نے اس موقع پر حضرت صاحب کی خدمت میں یہ درخواست بھی کی کہ میرا بچہ اب آپ کا فرمانبردار ہے اس لئے آپ اسے حکم دیں کہ گاؤں میں رہائش اختیار کرے۔ کیونکہ یہ میرا بڑا بیٹا ہے، نمبرداری کا حق دار ہے۔ میں نے اس کے حصے کی زمین اور نمبرداری اس کے نام کروادی ہے اگر یہ وہاں نہ رہا تو ہمارا یہ خاندانی اعزاز دوسرے خاندان کو منتقل ہو جائے گا اور اس سے سارے علاقے میں ہماری سبکی ہو گی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے نہایت واشگاف اور پرجوش انداز میں فرمایا کہ بڈھا سنگھ! میں اسے گاؤں میں رہنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا بلکہ اسے حکم دیتا ہوں کہ یہ تمہاری نمبرداری اور زمین تمہیں واپس کردے۔ اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا: میاں عبدالرحمٰن! تم سیدھے گورداسپور جاؤ اور ان کی زمین اور نمبرداری اپنا بیان دے کر واپس کردو اور میں دعا کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا کہ خدا تعالیٰ تمہیں اس نمبرداری اور جائیداد کے عوض اس سے اعلیٰ نمبرداریاں اور بہت بڑی جائیداد عطا فرمائے۔ اور اسی وقت حضورؓ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور مجھے گورداسپور روانہ کردیا۔

حضور کے اس حکم کے ماتحت میں گورداسپور پہنچا اور ڈپٹی کمشنر صاحب (جو ایک انگریز تھا) کے سامنے پیش ہوا اور اپنا تعارف کرانے کے بعد یہ درخواست کی کہ میں موضع کٹھ تحصیل و ضلع گورداسپور کے نمبردار سردار بڈھا سنگھ کا سب سے بڑا بیٹا سردار منگل سنگھ ہوں۔ میں نے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں تعلیم کے دوران اسلام اور احمدیت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا ہے۔ اب میرا نام منگل سنگھ کی بجائے عبدالرحمٰن ہے۔ میرے والدین نے ناحق مقدمات کر کے جماعت احمدیہ کو مطعون کرنے کی کوشش کی ہے کہ انہوں نے مجھے جبراً مسلمان کیا ہے اور چھپا کر رکھا ہے۔ یہ سب الزامات غلط ہیں اور اب میں اپنے مرشد کے حکم کے ماتحت نمبرداری اور اپنے حصے کی زمین اپنے والد صاحب کے نام منتقل کر دینے کی درخواست کرتا ہوں۔ اس پر انگریز حاکم نے حیران ہو کر کہا کہ اچھا! تم خود احمدی ہو گیا ہے۔ خود احمدیہ ہو گیا ہے؟ اور کہا دیکھو یہ موقع تمہیں پھر نہیں ملے گا۔ تم اپنی نمبرداری اور جائیداد مت چھوڑو۔ اس پر میں نے کہا کہ صاحب! میں اپنے نفع نقصان کو خوب سمجھتا ہوں اور اس تمام دنیاوی عزت و جائیداد پر اپنے مرشد کے حکم کو مقدم سمجھتا ہوں۔ مجھے اپنی بھلائی اسی میں نظر آتی ہے۔ اس پر انگریز حاکم نے نمبرداری اور جائیداد پھر سے میرے والد صاحب کے نام کردی اور واپس قادیان آکر میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں رپورٹ کردی کہ میں نے حضور کے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔ اس پر حضور بہت خوش ہوئے اور فرمایا عبدالرحمٰن! یہ مت سمجھو کہ اب دنیا میں تمہارا کوئی باپ نہیں ہے۔ نہیں نورالدین خود تمہارا باپ ہے۔

میری خانہ آبادی

اس کے بعد قادیان ہی میں میں نے اپنی تعلیم کو دوبارہ شروع کیا۔ دوران تعلیم میں جبکہ میں آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی سفارش پر ۱۹۱۳ء کے جلسہ سالانہ پر سیالکوٹ کے ایک بزرگ حضرت حافظ مولوی محمد فیض الدین صاحب متولی مسجد جامع احمدیہ المعروف کبوتراں والی مسجد کی چھوٹی صاحبزادی غلام فاطمہ بیگم صاحبہ سے میرا نکاح ہو گیا۔

اس کے بعد میرے تمام اخراجات کی ذمہ داری میرے نیک سیرت خسر صاحب نے بڑی حد تک اٹھالی۔ قادیان سے میٹرک پاس کرنے کے بعد میرے خسر صاحب نے سیالکوٹ بلوا کر مرے کالج میں داخل کروادیا۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد میڈیکل کالج لاہور میں داخلہ لے کر میں نے ڈاکٹری تعلیم مکمل کرلی۔ فالحمدللہ

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

امریکہ کے شہر زائن (Zion) میں منعقدہ "Messiah 2000" کانفرنس کے بعض مناظر

مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کانفرنس سے خطاب فرمارہے ہیں۔ ان کے ہمراہ انور محمود صاحب، نیشنل سیکرٹری تبلیغ، ایمکس مونک کمشنر زائن شہر، ریورنڈ ہیڈ فیلڈ نمایاں ہیں

امریکہ میں منعقدہ Messiah 2000 کانفرنس کے دو مناظر۔
اس کانفرنس میں ۱۵۰۰ افراد نے شرکت کی جن میں سے تقریباً ۵۰۰ غیر از جماعت تھے

داعی الی اللہ کا مقام

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
خدا تعالیٰ کرے کہ ہر احمدی......اس قسم کا پاکباز اور پاک نفس داعی الی اللہ بن جائے جس کی باتوں میں قوت قدسیہ ہو، جس کی آواز میں خدا تعالیٰ کی طرف سے صداقت کی شوکت عطا کی جائے۔ جس کی بات کا انکار کر دینا دنیا کے بس میں نہ رہے۔ اس کے دم میں خدا شفا رکھے اور روحانی بیماریوں کی شفا کا موجب بنے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱/مارچ ۱۹۸۳ء)

LONDON MONEY EXCHANGE

پاکستان بھر میں رقم بھجوائیں۔ بہترین ریٹ کے لئے تشریف لائیں
یا رقم ہمارے بینک میں جمع کروائیں اور رقم پاکستان میں وصول کریں
رابطہ: مبشر احمد صدیقی

270 Ilford Lane; Ilford, Essex 1G1 2SD
Tel:020 8478 2223 Mobile: 07968 775401

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت خالدؓ بن ولید

ماہنامہ ''خالد'' جنوری ۲۰۰۰ء میں حضرت خالدؓ بن ولید کے بارہ میں ایک تفصیلی مضمون مکرم فرید احمد نوید صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید قریش کے ایک ممتاز قبیلے بنو مخزوم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد عبد شمس ولید بن مغیرہ مکہ کے امیر و کبیر اور طاقتور آدمی تھے۔ عقل و فہم اور خطابت میں اُن کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ ابتداء میں وہ اسلام کی مخالفت سے دور رہے اور ایک موقعہ پر تو قرآن کریم کی بعض آیات کی تعریف بھی کی لیکن جلد ہی خاندانی وجاہت اور معاشرتی دباؤ کی وجہ سے اسلام کی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے۔ آنحضرت ﷺ کی ہجرت مدینہ کے قریباً تین ماہ بعد حادثاتی طور پر ایک تیر لگنے سے سخت زخمی ہوگئے اور چند دن کے بعد ۹۵ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔

چونکہ خالد بن ولید کو مالی لحاظ سے آسودگی حاصل تھی اور پیسہ کمانے کا تردّد نہیں کرنا پڑا اس لئے آپ نے اپنے وقت کو بیکار ضائع کرنے کی بجائے فنونِ سپہ گری میں کمال حاصل کرنے میں صرف کرنا شروع کردیا۔ آپ حضرت عمرؓ کے ہم عمر تھے اور آنحضور ﷺ سے قریباً تیرہ سال چھوٹے تھے۔ ابتداء سے ہی اسلام کی مخالفت کی اور جنگ اُحد میں جب بعض مسلمان سپاہی، آنحضرت ﷺ کے واضح فرمان کے باوجود پہاڑ کے درّہ سے اتر آئے تو خالد نے مسلمانوں پر عقب سے حملہ کرکے بہت جانی نقصان پہنچایا۔ اس واقعہ میں بعض مسلمان سپاہیوں کی غلطی کے ساتھ ساتھ خالد بن ولید کی جنگی بصیرت کا بھی بہت دخل تھا۔

جنگ اُحد کے بعد بھی لمبا عرصہ آپ مسلمان نہ ہوئے لیکن اسلام کی مسلسل فتوحات نے آپ کے دل کو متغیر کردیا اور آپ سوچا کرتے کہ آپ نے آنحضور ﷺ کے خلاف کئی جنگوں میں حصہ لیا لیکن ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھا۔ چنانچہ آپ کو یقین ہوگیا کہ آپ ایک غلط راستہ پر کھڑے ہیں۔

اسی دوران آپ کے بھائی ولید نے (جو مسلمان ہوچکے تھے) آپ کو خط میں لکھا کہ ''مجھے تعجب ہے کہ تم اسلام سے اس قدر متنفر کیوں ہو حالانکہ جس عقل و دانش کے تم مالک ہو وہ کبھی بھی اسلام کے نور سے بے بہرہ نہیں رہ سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی مجھ سے تمہارے بارہ میں دریافت فرمایا تھا...... حضور نے فرمایا کہ خالد جیسا شخص کبھی بھی اسلام کی حقیقت سے ناواقف نہیں رہ سکتا...... اے میرے بھائی! گمراہی کے بہت دن گزر چکے، اب حقیقت کو پہچان لو اور سیدھے راستے پر آجاؤ''۔ بھائی کا خط پڑھ کر آپ کو اسلام کی طرف رغبت پیدا ہوگئی اور اُس گفتگو کی خوشی ہوئی جو بھائی کی آنحضور ﷺ کے ساتھ ہوئی تھی۔ آخر آپ نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ انہیں دنوں خواب دیکھا کہ آپ ایک ویران اور چٹیل جگہ پر کھڑے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے وہاں سے نکل کر ایک فراخ اور سرسبز میدان میں آگئے ہیں۔

جب خالد نے مکہ سے نکلنے کی تیاری مکمل کرلی تو اپنے دوست صفوان بن امیہ کے پاس گئے اور کہا کہ ''تم دیکھتے ہو کہ محمدؐ عرب اور عجم پر غالب آگئے ہیں، اگر ہم اُن کے پاس جاکر اُن کی اطاعت قبول کرلیں تو جو شرف ان کو حاصل ہونے والا ہے اس میں ہم بھی حصہ دار بن جائیں گے۔ صفوان نے اس پر کہا کہ اگر تمام دنیا بھی محمدؐ کو قبول کرلے تو میں پھر بھی اُن پر ایمان نہیں لاؤں گا۔ پھر خالد عکرمہ بن ابوجہل سے ملے تو اُس نے بھی یہی جواب دیا۔ اگرچہ عکرمہ نے وعدہ کیا کہ وہ یہ بات کسی اور کو نہیں بتائے گا۔ پھر خالد عثمان بن طلحہ سے ملے تو وہ آمادہ ہوگئے اور اس طرح اگلے روز دونوں مکہ سے مدینہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ راستہ میں انہیں عمرو بن العاص ملے جو اسلام قبول کرنے حبشہ سے مدینہ جارہے تھے۔ چنانچہ تینوں اکٹھے مدینہ پہنچے۔ آنحضور ﷺ نے خوشی سے فرمایا: ''اے مسلمانو! مکہ نے اپنے جگر گوشے نکال کر تمہارے سامنے ڈال دیئے ہیں''۔ جب حضرت خالدؓ نے اسلام قبول کیا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی، مجھے بڑی امید تھی کہ تمہاری فراست بالآخر تمہیں سیدھے راستے کی طرف لے آئیگی۔ آپؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کے خلاف کئی جنگوں میں لڑ چکا ہوں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے گناہوں کی معافی کے لئے دعا کریں۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے دعا کی اور رہائش کے لئے اُن مکانوں میں سے ایک مکان عنایت فرمایا جو حضرت حارثہؓ بن نعمان نے آپ کی خدمت میں پیش کئے تھے۔

۸ ہجری میں حضرت خالدؓ نے اسلام قبول کیا اور اسی سال مکہ فتح ہوا۔ اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے آپؓ کو لشکر کے ایک حصے کا امیر بھی مقرر فرمایا اور سب سے پہلے مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ اس لشکر کو کفار نے تلوار کے زور سے روکنے کی کوشش کی تو لڑائی شروع ہوگئی اور اس معرکہ میں تین مسلمان شہید ہوئے اور تیرہ کفار مارے گئے۔ اس کے بعد کسی اور جگہ مزاحمت نہیں کی گئی۔ فتح مکہ کے بعد آپؓ نے آنحضور ﷺ کے ارشاد پر عرب قبائل کی طرف بھیجی جانے والی بعض مہمات کی قیادت بھی کی۔

۸ ہجری میں ہی جب حاکم موتہ شرجیل نے مسلمان سفیر حضرت حارث بن عمیرؓ کو شہید کردیا تو اُس کو تنبیہ کرنے کیلئے آنحضور ﷺ نے اپنے تین ہزار جانثاروں کا ایک لشکر حضرت زید بن حارثؓ کی قیادت میں موتہ کی طرف روانہ فرمایا اور فرمایا کہ اگر زیدؓ شہید ہوجائیں تو جعفرؓ بن ابوطالب سپہ سالار ہوں گے اور اگر وہ شہید ہوجائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ سپہ سالار ہوں گے اور اگر یہ بھی شہید ہوجائیں تو مسلمان جسے چاہیں سالار مقرر کرلیں اور جہاد کریں۔ جب یہ لشکر موتہ کے مقام پر پہنچا تو رومیوں کا ایک لاکھ کا لشکر اس کے مقابلہ پر آیا۔ اگرچہ مسلمان بڑی بہادری سے لڑے لیکن رومیوں کی تعداد اور اُن کا علاقہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی کچھ پیش نہیں جارہی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے بنائے ہوئے تینوں سالاروں کی شہادت کے بعد مسلمانوں نے حضرت خالدؓ کو سپہ سالار منتخب کرلیا۔ اس موقع پر یوں معلوم ہوتا تھا کہ دشمن مسلمانوں کو پیس ڈالے گا۔ مدینہ میں آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کشفی رنگ میں میدان جنگ کے واقعات سے آگاہ کررہا تھا۔ جب عبداللہ بن رواحہؓ بھی شہید ہوگئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب لشکر اسلامیہ کی قیادت سیف اللہ نے اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ حضرت خالدؓ نے بڑی حکمت عملی سے مسلمانوں کو دشمن کے نرغے سے نکال لیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں آپؓ نے خلیفہ وقت کے حکم پر بڑی دلیری سے فتنوں کا قلع قمع کیا بلکہ ایرانی حکومت کی معاندانہ کوششوں کا بھی منہ توڑ جواب دیا۔ چنانچہ ۱۱ ہجری میں ایرانیوں کو شکست دے کر پہلے عراق پر قبضہ کرلیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے حکم پر ۱۳ ہجری میں شام کا رُخ کیا اور یرموک کے مقام پر رومی لشکر سے جا ٹکرائے۔ رومیوں کو بری طرح شکست ہوئی اور اسلام کی نئی فتوحات کے دروازے کھل گئے۔

جنگ یرموک کے دوران ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہوگئی اور حضرت عمرؓ نے بعض مصالح کی بناء پر حضرت خالد بن ولید کی جگہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو افواج کا سالار مقرر فرمایا۔ اس فیصلے کو حضرت خالدؓ نے بڑی خندہ پیشانی سے قبول کیا اور نئے سالار کی قیادت میں اسلام کی خدمت پر کمربستہ رہے اور ایک عام سپاہی کی حیثیت سے بھی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ حضرت عمرؓ بھی اپنے اس غلام کی اعلیٰ صلاحیتوں کے معترف تھے اور آپؓ کا ذکر بڑی محبت سے کرتے۔ آپؓ کی وفات پر فرمایا: خالدؓ کے مرنے سے اسلام کی فصیل میں ایک ایسی دراڑ پڑگئی ہے جو کبھی پُر نہ کی جاسکے گی۔

حضرت خالدؓ کی زندگی کا لمبا عرصہ میدان جہاد میں گزرا لیکن آپؓ کا شوق شہادت پورا نہ ہوسکا۔ ۲۱ ہجری میں قریباً ساٹھ سال کی عمر میں آپؓ نے شام کے شہر حمص میں وفات پائی۔

❀ ❀ ❀

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۴؍فروری ۲۰۰۰ء میں شائع ہونے والی مکرم چودھری شبیر احمد صاحب کی ایک نظم سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

گاہے گاہے دلِ نادان مچل جاتا ہے
لاکھ روکوں پہ وہ ہاتھوں سے نکل جاتا ہے
تیری یادوں سے ہے رونق میری تنہائی میں
وقت آئے بھی جو مشکل کا تو ٹل جاتا ہے
گو دلِ زار ہے محروم تری قربت سے
پر ترے پیار بھرے خط سے بہل جاتا ہے

❀ ❀ ❀

آتش فشاں پہاڑ

قدرت کی وسیع و عریض اور پُر ہیبت طاقتوں کے اظہار میں آتش فشاں پہاڑ کی خاص اہمیت ہے۔ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲؍فروری ۲۰۰۰ء میں مکرم پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب کے مضمون میں اس حوالہ سے کئی دلچسپ حقائق پیش بیان کئے گئے ہیں۔

آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے کا منظر انتہائی قابل دید ہونے کے ساتھ ساتھ ہیبتناک بھی ہوتا ہے۔ بلند و بالا پہاڑ کے وسیع و عریض دہانے سے خوفناک آوازوں کے ساتھ نکلتے آگ کے طوفانی شعلے، سیاہ دھوئیں کے بادل اور سرخ رنگ کی راکھ کے ساتھ بڑی بڑی چٹانوں کے کئی ٹن بھاری ٹکڑے ادھر ادھر فضا میں اڑتے ہوئے اور گاڑھا ابلتا ہوا لاوا جو پچاس میل فی گھنٹہ سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ پھیلتا جارہا ہو اور راستے میں آنے والی ہر چیز کو بھسم کرکے اپنے نیچے دفن کررہا ہو۔

کئی آتش فشاں پہاڑوں کی پھیلائی ہوئی تباہی تاریخ میں محفوظ ہے۔ انڈونیشیا کا ''کراکاٹوا'' ۱۸۸۳ء میں اس زوردار دھماکہ سے پھٹا تھا کہ اس کی آواز تین ہزار میل دور تک سنی گئی اور اس دھماکے کے نتیجہ میں سمندر میں ۱۳۰ فٹ اونچی ایک لہر پیدا ہوئی جس کی وجہ سے ساحلی جزیروں میں آباد چھتیس ہزار لوگ ڈوب کر مرگئے۔ لاوے سے مرنے والوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

مارٹینیق کے علاقے کا آتش فشاں ۱۹۰۲ء میں پھٹا تو اس سے سینٹ پیئر کا پورا شہر مکمل طور پر تباہ ہوگیا جس کے نتیجہ میں اٹھتیس ہزار لوگ مرگئے۔ سسلی کے آتش فشاں ایٹنا کے پھٹنے کے نتیجہ میں بیس ہزار لوگ ابدی نیند سوگئے۔ انڈونیشیا کا آتش فشاں ٹیمبورا ۱۸۱۵ء میں پھٹا تو اس سے نکلنے والی حرارت اور توانائی ساٹھ لاکھ ایٹم بم کی مشترکہ توانائی سے زیادہ تھی۔ اس سے بارہ ہزار لوگ موت کی آغوش میں چلے گئے۔ کولمبیا کا ۱۷۷۱۷ فٹ اونچا آتش فشاں ۱۹۸۵ء میں پھٹا تو لاوا کے سیلاب نے آرمیرو شہر مکمل طور پر تباہ کردیا اور پچیس ہزار لوگ ہلاک ہوگئے۔

اٹلی کے آتش فشاں ''ویسولیس'' کا ۷۹ء میں پھٹنا غالباً تاریخ کا سب سے بڑا آتش فشانی عمل تھا

جس نے تین شہروں پامپیئی، ہرکولیم اور سٹابیا کو مکمل طور پر نیست ونابود کر کے رکھ دیا۔

ہوائی کا ایک آتش فشاں سمندز کے اندر سطح سمندر سے شروع ہو کر ۳۰ ہزار فٹ کی بلندی تک جاتا ہے اور اس کی بنیاد کی چوڑائی ساٹھ میل ہے۔

۱۹۴۳ء میں میکسیکو میں ایک انوکھا واقعہ ہوا۔ ایک کسان نے اپنے کھیت میں ایک دن پتھریلا سا ابھار دیکھا جو بڑی تیزی سے پھیلنے اور اونچا ہونے لگا اور چھ دن کے اندر اندر اس کی اونچائی پانچ سو فٹ تک جا پہنچی۔ یہ زمین کے اندر آتش فشانی مادہ کے کھولنے اور زبردست دباؤ کے نتیجہ میں سطح زمین پر ابھرنے والا نیا آتش فشاں پہاڑ پیری کوئین تھا۔

بحیرہ روم میں زمانہ قدیم سے ایک ایسا آتش فشاں پہاڑ چلا آ رہا ہے جو لگاتار کئی کئی مہینوں اور بعض دفعہ سالوں تک لاوا اگلتا رہتا ہے۔

۱۹۶۳ء میں بحر اوقیانوس شمالی میں ایک مقام پر زیر سمندر لاوا پھٹنا شروع ہوا اور کئی بار پھٹنے کے نتیجہ میں لاوا کی تہیں جمنے سے ۱۹۶۷ء میں سطح آب پر ایک میل رقبہ کا جزیرہ پیدا ہو گیا جو آتش فشاں جزیرہ ہے یعنی اس میں سے وقتاً فوقتاً لاوا پھٹتا رہیگا۔

آتش فشاں پہاڑ کیسے بنتا ہے؟ زمین چونکہ کسی زمانہ میں سورج سے علیحدہ ہونے والے ایک ٹکڑے کی طرح سے وجود میں آئی تھی اسلئے یہ بھی پورے کا پورا آگ کا ایک کرّہ تھی لیکن رفتہ رفتہ خلا کی ٹھنڈک سے ٹھنڈا ہوتے ہوتے اس کی سطح تو ٹھنڈی ہو گئی لیکن تقریباً چار ہزار میل موٹائی ہونے کی وجہ سے اندرونی سطح کی حرارت کا بہت سا حصہ ابھی تک اس میں موجود ہے۔ اور اس کے مرکز میں درجہ حرارت پانچ ہزار سنٹی گریڈ ہے جو باہر کی سطح کی طرف کم ہوتے ہوتے تقریباً ایک سو میل کی گہرائی میں گیارہ سو درجہ سنٹی گریڈ رہ جاتا ہے۔

تاہم یہ درجہ حرارت بھی اتنا زیادہ ہے کہ اندرونی پتھر، دھاتیں وغیرہ سب معدنیات پگھلی ہوئی شکل میں ہیں جنہیں میگما (Magma) کہا جاتا ہے۔ میگما ایک سو میل کی گہرائی سے لے کر پندرہ میل کی گہرائی کے اندر بنتا رہتا ہے۔ اس پگھلنے کے عمل میں جو گیس بنتی ہے وہ میگما کو اوپر کی طرح دھکیلتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ میگما کے اندر شامل ہو کر اس میں دباؤ پیدا کرتی چلی جاتی ہے۔ اردگرد کی ٹھوس چٹانوں کی نسبت ہلکا ہونے کی وجہ سے یہ میگما اوپر کی طرف بلند ہوتا چلا جاتا ہے اور اپنے اردگرد کے علاقہ کی چٹانوں کو بھی اپنی حرارت سے پگھلاتا جاتا ہے یہاں تک کہ زمین کی سطح سے تقریباً دو میل نیچے ایک بہت بڑا علاقہ اس مادے سے بھر جاتا ہے جسے میگما چیمبر (Magma Chamber) کہا جاتا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے جمع شدہ لاوا زیادہ دباؤ پیدا ہو جانے کے باعث وقتاً فوقتاً دھماکہ سے باہر نکلتا رہتا ہے۔ گویا زمین کی دو میل کی گہرائی سے ایک نالی اوپر سطح تک آتی ہے جس میں سے لاوا اوپر آتا ہے اور پھر ڈھلوان شکل میں بہنے اور ٹھنڈا ہو کر جم جانے کے نتیجہ میں آتش فشاں پہاڑ بن جاتا ہے۔ اگر بہنے والا یہ لاوا گاڑھا اور چپچپا ہو گا تو پہاڑ کی بناوٹ سخت پتھروں کے اوپر تلے ڈھیر کی صورت میں بنے گی اور اگر یہ لاوا پتلی بہنے والی شکل میں ہو گا تو اس کی شکل بھی تہ دار ہو گی۔

آتش فشاں پہاڑ سے تین قسم کے مادے نکلتے ہیں:- ۱۔لاوا ۲۔پتھر ۳۔گیس

کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ پہاڑ کا سارا لاوا نکل جانے کے بعد اس کا میگما چیمبر خالی ہو جاتا ہے اور اپنے اوپر کے پہاڑ کا وزن نہیں سہار سکتا لہٰذا وہ بیٹھ جاتا ہے اور اوپر کا حصہ اس کے اندر گر جانے سے وہاں بہت بڑا گڑھا بن جاتا ہے جسے کالڈرا (Caldra) کہا جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ گڑھا پانی سے بھر جاتا ہے اور بہت بڑی جھیل میں تبدیل ہو جاتا ہے جیسا کہ اوریگان کے علاقہ میں Crater Lake ہے جو چھ میل چوڑی اور انیس سو بتیس فٹ گہری ہے۔

آتش فشاں پہاڑ زمین کے خاص علاقوں میں ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ زمین کا اندرونی حصہ مختلف بڑی بڑی پلیٹوں پر مشتمل ہے جو پگھلے ہوئے سیال مادے پر واقع ہیں اور نصف سے چار انچ سالانہ کے حساب سے ادھر ادھر حرکت کرتی ہیں۔ ان کی حرکت آمنے سامنے ٹکراؤ کی شکل میں ہو تو پلیٹوں کے سامنے کا حصہ دب جاتا ہے اور زمین کے نچلے حصہ کی حرارت کے نتیجہ میں پگھل کر میگما کی شکل اختیار کر کے آتش فشاں پہاڑ کی صورت میں زمین کے اوپر ابھر آتا ہے۔ اگر ان پلیٹوں کی حرکت قریب سے رگڑ کر گزرنے کی ہو تو ان کے درمیان میں دب جانے سے خلا پیدا ہوتا ہے اور وہاں سے میگما یعنی پگھلا ہوا اندرونی مادہ باہر سطح زمین پر ابھر آتا ہے۔ ایسے پہاڑ سمندروں کے اندر بنتے ہیں۔ سائنس دانوں کے مشاہدہ کے مطابق اکثر و بیشتر آتش فشاں پہاڑ اُن علاقوں میں واقع ہیں جہاں زمین کی ان پلیٹوں کے کنارے ملتے ہیں۔ تاہم کچھ اور جگہوں پر بھی آتش فشاں پہاڑ پائے جاتے ہیں جس کی ایک اور وجہ ہے وہ یہ کہ زمین کی گہرائی سے ایک بہت بڑا میگما کا ستون جسے Plume کہا جاتا ہے دباؤ کے تحت سطح کی طرف ابھرتا ہے جو ایک سو میل قطر کا ہو سکتا ہے۔ یہ پانچ سے دس انچ سالانہ کے حساب سے اوپر کو ابھرتا ہے اور بالآخر زمین سے باہر ابھر کر مزید بڑھتا چلا جاتا ہے۔

آتش فشاں پہاڑ کی چار مختلف حالتیں زمین پر ملتی ہیں:-(۱)۔Active Volcano جو اکثر لاوا اگلتے رہتے ہیں۔(۲)۔Intermittent جو وقفوں وقفوں سے پھٹتے ہیں لیکن باقاعدگی سے ضرور پھٹتے ہیں۔(۳)۔Dormant جو لمبا عرصہ سوئے رہتے ہیں لیکن کبھی کبھی اچانک پھٹ پڑتے ہیں۔(۴)۔Extinct جو ابتدائی تاریخ کے زمانہ سے پھٹنا بند کر چکے ہیں۔

……❁……❁……❁

محترم چودھری غلام حیدر صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۹؍فروری ۲۰۰۰ء میں محترم چودھری غلام حیدر صاحب کا مختصر ذکر خیر مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم چودھری صاحب ۱۹۴۳ء میں لاہور کے ایک ہوٹل میں ایک دوست کے ساتھ بیٹھے تھے اور مجلس احرار کے پُرجوش کارکن تھے۔ آپ نے اپنے دوست سے ذکر کیا کہ مجلس احرار کو قادیان میں جامع مسجد کی تعمیر کے لئے مَیں نے دل کھول کر چندہ دیا ہے۔ دوست نے مذاق سے کہا کہ آپ پھر اس مسجد کو ضرور دیکھ کر آئیں۔ آپ نے جوش سے کہا کہ ہاں مَیں ضرور دیکھ کر آؤں گا اور واپس آکر تمہیں بتاؤں گا۔ آپ کے بڑے بھائی مکرم چودھری غلام حسین صاحب اوورسیئر کافی دیر پہلے احمدی ہو کر قادیان میں آباد ہو چکے تھے۔ چنانچہ آپ نے یہ سوچ کر قادیان کا سفر اختیار کیا کہ مسجد بھی دیکھ لوں گا اور بھائی سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔

قادیان پہنچ کر چودھری صاحب نے احرار کی مسجد کے بارہ میں پوچھنا شروع کیا لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ آخر آپ اپنے بھائی کے گھر پہنچے۔ جب بھائی کو بتایا کہ قادیان آمد کا اصل مقصد احرار کی مسجد کو دیکھنا ہے تو آپ کے بھائی آپ کو گندے پانی کے جوہڑ پر لے گئے جس کے قریب دو مکانوں کے بیچ سوا مرلہ کا ایک تکون پلاٹ تھا جس کا کچھ حصہ چھتنے کے بعد چند فٹ کا صحن بچا ہوا تھا۔ مسجد کا دروازہ کھلا تھا۔ یہ صورتحال دیکھ کر آپ نے نہ صرف قبولِ احمدیت کی توفیق پائی بلکہ سرکاری نوکری چھوڑ کر زندگی خدمت دین کے لئے وقف بھی کر دی۔ ۱۹۴۴ء میں آپ کو قادیان بلا لیا گیا۔

وقف کے دوران آپ کو بے شمار خدمات کی توفیق ملی جن کا ذکر تاریخ احمدیت جلد نہم اور جلد دہم میں موجود ہے۔ آپ تعلیم الاسلام کالج میں سینئر لیکچرار اسسٹنٹ رہے اور ناظم املاک و تعمیر کالج کے طور پر بھی خدمت بجا لاتے رہے۔ اسی طرح فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی تعمیر اور لیبارٹری فٹنگ میں بھی حصہ لیا۔ ہجرت کے وقت ریسرچ کا بہت سا سامان آپ کی ہمت سے پاکستان پہنچا اور لاہور میں تعلیم الاسلام کالج کی عمارت کی درستی اور سائنسی سامان تیار کرنے میں آپ نے بہت محنت اور اخلاص سے کام کیا۔ پھر کالج کے سامان کو دوسری جگہوں پر منتقل کرتے ہوئے آخر ربوہ لایا گیا۔ یہ نہایت احتیاط طلب کام تھا جس کو آپ نے بہت خوش اسلوبی سے انجام دیا اور نازک سائنسی سامان کو قطعاً نقصان نہ پہنچا۔ ۱۹۶۲ء تک آپ کے پاس تعمیر کالج، ناظم املاک، انچارج ٹیوب ویل، انچارج گیس پلانٹ اور دیگر بہت سے کام تھے اور آپ کی کارکردگی ہر لحاظ سے خوشکن تھی۔

کالج سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ ربوہ کی گندم کمیٹی کے رُکن بھی رہے اور احساس ذمہ داری سے یہ فرض بجالاتے رہے۔ آپ کے ایک بیٹے جو کسٹم و ایکسائز میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تھے، آپ کی زندگی میں وفات پا گئے اور آپ کی اہلیہ بھی آپکی زندگی میں ہی وفات پا گئیں۔ آپ نے ان صدمات کو نہایت صبر سے برداشت کیا۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل بوجہ فالج بیمار ہوئے۔ وفات کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں آسودۂ خاک ہیں۔

……❁……❁……❁

شہد پر دعوتِ تحقیق

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۷؍فروری ۲۰۰۰ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشادات کی روشنی میں شہد پر تحقیق کرنے سے متعلق مکرم مقبول احمد صاحب صدیقی کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔ حضور فرماتے ہیں: "(شہد) ایک چیز ہے جس کو قرآن کریم نے خاص طور پر بیان کرنے کے لئے چنا ہے، اس پر اسی اہمیت کے اعتبار سے تحقیق ہونی چاہئے"۔ "یہ طبی ہی نہیں بلکہ ہمارا مذہبی فریضہ بھی ہے"۔

حضور انور نے شہد کے ساتھ ساتھ مکھی کے ڈنک میں موجود زہر پر بھی تحقیق کرنے کا ارشاد فرمایا: "اس (شہد کی مکھی) میں ایک طرف زہر ہے اور دوسری طرف شفا ہے۔ شفا کے مادوں کے ساتھ ساتھ اسکے زہر پر بھی تحقیق ہونی چاہئے"۔

حضور انور فرماتے ہیں: "مَیں نے ایک دفعہ وقف جدید میں مختلف موسموں، مختلف وقتوں، مختلف پھولوں وغیرہ اقسام کے الگ الگ شہد جمع کروائے۔ ان کے رنگوں کے اعتبار سے بھی ان کو الگ الگ کیا گیا۔ قرآن کریم نے ان کے رنگوں کے علیحدہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ جب قرآن نے یہ بات بیان فرمائی ہے تو اس میں ضرور کوئی حکمت ہو گی"۔

حضور انور نے شہد پر تحقیق کا دونوں حوالوں سے ذکر فرمایا ہے۔ یعنی مختلف رنگوں، پھولوں اور جگہوں کے شہد جمع کر کے مختلف بیماریوں کے لئے استعمال کروا کے دیکھے جائیں۔ اور یہ بھی کہ شہد استعمال کرنے کا کیا طریق ہو، یعنی خالص یا Dilute کر کے۔ فرمایا: "احمدیوں کو چاہئے کہ وہ اس تحقیق کا Synopsis بنائیں اور مجھے بھجوائیں تاکہ مَیں ان کو گائیڈ کر سکوں"۔ حضور نے فرمایا کہ اب تک شہد کے متعلق شفا کے سب سے زیادہ تجارب روس میں ہوئے ہیں۔ ڈنمارک، انگلستان اور امریکہ بھی تحقیق کرنے والے ممالک میں شامل ہیں۔

حضور انور نے ہومیوپیتھی کلاس کے لیکچرز کے دوران شہد سے شفا کے متعدد واقعات بھی بیان فرمائے۔ مثلاً آنکھ کے السر اور کینسر کے پھوڑوں میں اگرچہ ہائیڈراسٹس بہت اچھا کام کرتی ہے لیکن شہد اس سے بھی زیادہ مؤثر ہے۔ فرمایا: "یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ کینسر کے زخم جو کسی اور دوا کا اثر قبول نہیں کر رہے تھے شہد لگانے سے ٹھیک ہو گئے"۔

حضور انور نے علاج کیلئے خالص شہد حاصل کرنے پر زیادہ زور دیا ہے۔ بعض کمپنیاں گرم کر کے شہد حاصل کرتی ہیں اس طرح شہد کے بعض اجزاء ضائع ہو سکتے ہیں۔ بہتر ہے کہ چھتہ گھما کر حاصل کیا ہوا شہد استعمال میں لایا جائے یا پھر دھوپ میں کپڑے میں چھتہ ڈال کر لٹکا دیا جائے تو سارا شہد نچڑ جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آنکھ کے امراض میں چھوٹی یا بڑی مکھی کے شہد سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

حضور نے فرمایا کہ شہد شوگر سے بھرپور ہوتا ہے لیکن نیم کا شہد کڑوا ہوتا ہے جو ذیابیطس میں مفید ہے۔ بلڈ پریشر کیلئے شہد کا ہلکا شربت روزانہ صبح پیا جانا بہت مفید بتایا جاتا ہے۔

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

07/05/2001 – 13/05/2001

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours.
For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344
ALL TIMES ARE NOW GIVEN IN GMT

Monday 7th May 2001

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Class: Lesson No.127, Final Part ®
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.252 ® Rec: 24.01.97
02.00 MTA Variety: 'Food Festival' in Lahore
Final Part - Produced by MTA Pakistan
02.55 Urdu Class: Lesson No.154 Rec.29.03.96 ®
04.10 Learning Chinese: Lesson No.212 ®
Hosted by Usman Chou Sahib
04.40 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Kudak No.35
Produced by MTA Pakistan
06.50 Dars Ul Quran: No.18 (1998) ® Rec:20.01.98
08.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.252 ®
09.25 Urdu Class: Lesson No. 154 ® Rec:29.03.96
10.30 Exhibition: About 'Art, Science, Social Study'
Organised by Nusrat Jehan Academy Rabwah
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon
With Indonesian Translation
12.05 Tilawat, News, Darsul Hadith
12.50 Rencontre Avec Les Francophones Rec:01.08.97
13.55 Bengali Service: Various Items
14.55 Homeopathy Class: Lesson No.16 Rec.17.05.94
16.05 Children's Corner: Tarbiyati Programme
Nasrat ul Ahmadiyya - Rawalpindi
17.00 German Service: Various Programmes
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.25 Urdu Class: Lesson No.155 Rec.30.03.96
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.253 Rec.25.02.97
20.35 Turkish Programme: Truth about
Imam Mahdi – Part No.1
21.05 Rohani Khazine: Quiz Programme
Produced by MTA Pakistan
21.40 Rencontre Avec Les Francophones Rec.01.08.97 ®
22.45 Homeopathy Class: Lesson No.16 ®

Tuesday 8th May 2001

00.05 Tilawat, News
00.30 Children's Corner: Tarbiyyati Programme ®
01.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.253 ®
02.30 MTA Sports: Badmintom – Semi Final
Abdul Haleem Sb vs Zaheer Ahmad Sb
03.10 Urdu Class: Lesson No.155 ® Rec: 30.03.96
04.10 Speech: Dr Abdul Khaliq Khalid Sb.
On the occasion of Tarbiyyati Class 2000
04.55 Rencontre Avec Les Francophones ®
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Tarbiyyati Programme ®
07.20 Pushto Programme: F/S Rec.16.06.00
With Pushto Translation
08.05 Rohazine Khazaine: Quiz Prog.
Vol.3 of the book 'Fateh Islam' ®
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.253 ®
09.50 Urdu Class: Lesson No.155 ®
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.35 Le Francais c'est Facile: Lesson No.18
Presented by Naveed Marty Sahib
13.10 Bengali Mulaqat: Rec.19.10.99
With Bangla Speaking Guests
14.15 Bengali Service: Various Items
15.15 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.180
16.20 Le Francais c'est Facile: Lesson No.18 ®
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.156 Rec.05.04.96
19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.254 Rec.26.02.97
20.25 Norwegian Programme: 'Jesus in India' P/6
Presenter: Noor Ahmad Truls Bolstad Sahib
20.50 Bengali Mulaqat: Rec.19.10.99 ®
21.55 Hamari Kaenat: Programme No.90
22.15 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.180 ®
23.20 Le Francais C'est Facile: Lesson No.18 ®

Wednesday 9th May 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Guldasta No.26
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.254 ®
02.05 Bengali Mulaqat: Rec.19.10.99 ®
03.10 Urdu Class: Lesson No.156 Rec.05.04.96 ®
04.20 Le Francais C'est Facile: Lesson No.18 ®
04.55 Tarjumatul Quran: Lesson No.180 ®
06.05 Tilawat, News
06.45 Children's Corner: Guldasta No.26 ®
07.05 Swahili Programme: Muzaakharah
Host: Abdul Basit Shahid Sahib
07.55 Exhibition 2000: Handicraft Exhibition Part 1
Khuddam ul Ahmadiyya - Rabwah
08.25 Hamari Kaenat: Prog. No.90 ®
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.254 ®
10.00 Urdu Class: Lesson No.156 ®
11.05 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.35 Urdu Asbaaq: Prog. No.45
By Maulana Choudhry Hadi Ali Sb.
13.00 Atfal Mulaqat: Rec.20.09.00
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.181
16.15 Urdu Asbaaq: Prog. No.45 ®
16.40 Children's Corner: Hikayante Shereen
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 Urdu Class: Lesson No.157 Rec.06.04.96
19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.255
20.25 MTA France: Source de Lumiere No.4
20.50 Atfal Mulaqat: Rec.20.09.00 ®
21.50 Discussion: An introduction to book
'Fazlul Khitaab', Written by
Hadhrat Khalifatul Masih I, Part 1
22.15 Tarjamatul Quran: Lesson No.181 ®
23.30 Urdu Asbaaq: Prog. No.45 ®

Thursday 10th May 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Hikayaate Shereen ®
00.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.255 ®
02.00 Atfal Mulaqat: 20.09.00 ®
03.05 Urdu Class: Lesson No.157 ®
04.20 Urdu Asbaaq: Prog. No.45 ®
04.50 Tarjamatul Quran: Lesson No.181 ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Hikayaate Shereen ®
06.55 Sindhi Programme: F/S By Hazoor
07.50 Tabarukaat: Speech by
Hadhrat Maulana Abul Ata Sahib.
Jalsa Salana Rabwah 1974
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.255 ®
10.05 Urdu Class: Lesson No.157 ®
11.05 Indonesian Service: Various Items
12.05 sTilawat, News
12.35 Speech: By Hafiz Muzaffar Ahmad Sb.
Topic: Companions of the Holy Prophet (saw)
12.55 Q/A Session: Rec.14.01.96
Organised by Majlis Ansarullah UK
14.05 Bengali Service: F/S Sermon by Hazoor
15.10 Homeopathy Class: Lesson No.17
16.20 Children's Corner: Guldasta No.27 ®
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.10 Urdu Class: Lesson No.158 Rec.07.04.96
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.256
20.30 MTA Lifestyle: Al Maidah
How to make Upside Down Nutty Cake
20.50 Tabarukaat: Speech J/S Rabwah 1974 ®
21.40 Quiz History of Ahmadiyyat No.84
Host: Fahim Ahmad Khadim Sahib
22.25 Homeopathy Class: Lesson No.17 ®
23.25 Speech: By Hafiz Muzaffa Ahmad Sb. ®

Friday 11th May 2001

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45 Children's Corner: Guldasta No.27 ®
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.256 ®
02.10 Tabarukaat: Speech J/S Rabwah 1974 ®
03.05 Urdu Class: Lesson No.158 ®
04.05 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
04.25 Speech: By Hafiz Muzaffar Ahmad Sb. ®
04.45 Homeopathy Class: Lesson No.17 ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.40 Children's Corner: Guldasta No.27 ®
07.10 Quiz; History of Ahmadiyyat No.84 ®
07.55 Saraiky Programme: Friday Sermon
Rec.18.08.00
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.256 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.158 ®
10.55 Indonesian Service: Tilawat, Dars ul Hadith
11.25 Bengali Service: Various Items
11.55 Nazm & Darood Shareef
12.00 Friday Sermon: From London
13.00 Tilawat, Dars Malfoozat, MTA News
14.00 Documentary: A Visit to Chitraal
14.40 Majlis e Irfan: With Huzoor
15.40 Friday Sermon: ®
16.40 Children's Corner: Class No.46, Part 2
Produced by MTA Canada
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.10 Urdu Class: Lesson No.159
Rec.12.04.96
19.15 Liqa Ma'al Arab: SessionNo.257
Rec.06.03.97
20.15 Speech: By Abdul Sami Khan Sb.
On the occasion of J/ S Rawalpindi
20.55 Documentary:A Visit to Chitraal ®
21.35 Friday Sermon: ®
22.25 Quiz: 'Seerat Khatam-Un-Nabiyeen'
23.00 Majlis Irfan: ®

Saturday 12th May 2001

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: Class No.46, Part 2
Hosted by Naseem Mehdi Sahib
01.05 Friday Sermon: ®
02.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.257 ®
03.20 Urdu Class: Lesson No.159 ®
04.25 Computers for Everyone: Part 98
Presented By Mansoor Ahmad Nasir Sahib
04.55 Majlis e Irfan: ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Class: No.46 Part 2 ®
Produced By MTA Canada
07.30 MTA Mauritius: Various Programmes
08.25 Interview: With Khawajah A.G. Dar Sb.
Host: Abdul Hadhrat Syed Sb.
Production of MTA Pakistan
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.257 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.159 ®
11.00 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Computers for Everyone: Part No.98 ®
13.10 German Mulaqat: With Huzoor
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Quiz Anwar-ul-Aloom: Prog. No.6
Host: Fareed Ahmad Naveed Sb.
15.55 Children's Class: With Huzoor
Rec.12.05.01
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.20 Urdu Class: Lesson No.160
Rec.14.04.96
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.258
Rec:11.03.97
20.35 Arabic Programme: A few extracts
from Tafseer ul Kabeer – No.15
21.25 Children's Class: Rec.12.05.01 ®
22.25 Waqfeen-e-Nau Programme: No.2
22.45 German Mulaqat: ®
23.35 Speech: by Abdul Salam Tahir Sb.

Sunday 13th May 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Quiz Khutabat-e-Iman
00.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.258 ®
01.55 Canadian Horizon: Children's Class No.71
Host Naseem Mehdi Sb.
02.55 Urdu Class: Lesson No.160 ®
04.00 Seeratun Nabi (saw): Prog. No.33
05.05 Children's Class: Rec.12.05.01 ®
06.05 Tilawat, News
07.05 Quiz Khutbat-e-Imam ®
07.25 German Mulaqat: ®
08.15 Chinese Programme: Part 2
Islam Amongst Religions
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.258 ®
09.50 Urdu Class: Lesson No.160 ®
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No.213
With Usman Chou Sahib
13.05 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat
14.15 Bengali Service: Various Programmes
15.15 Friday Sermon: From London ®
16.30 Children's Class: No.129 First Part
Rec.24.10.98
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.10 Urdu Class: Lesson No.161
Rec. 19.04.96
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.259
Rec.12.03.97
20.40 MTA Variety: Lecture by
Brigadier Dr Masood ul Hassan Noori Sb.
Topic: 'Crucifixion of Jesus Christ'
21.25 Dars ul Quran No. 19
Rec: 21.01.98
22.45 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 — Friday, May 04, 2001 — Issue No. 18

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

سلطان محمد تغلق شیدائی اسلام کی حیثیت سے

حال ہی میں برصغیر کے "اولین گہوارۂ اسلامیان" اور قدیم اولیاء اور بزرگان دین کے مسکن ۔ملتان۔ سے "تاریخ ملتان" جیسی ۶۰۰ صفحات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب شائع ہوئی ہے جو ملک کے نامی گرامی قلمکار جناب منشی عبدالرحمٰن خان کے قلم کی رہین منت ہے اور اکیسویں صدی کے پہلے سال کا ایک عمدہ علمی تحفہ اور مصور مرقع ہے۔ مصنف صفحہ ۱۷۱ پر تحریر کرتے ہیں کہ :۔

"سلطان محمد تغلق تبلیغ اسلام کا بڑا شیدائی تھا ۔اس کا نظریہ تھا کہ محض تلوار کے بل بوتے پر برعظیم ہند مسلمانوں کے قبضہ میں نہیں رہ سکتا۔ اس لئے علماء و مشائخ دارالسلطنت یا بڑے شہروں میں رہ کر سرکاری وظائف پر عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے کی بجائے دُور دراز علاقوں میں جاکر غیر مسلموں میں تبلیغ کریں"۔

جیسا کہ پروفیسر جناب خلیق احمد نظامی جیسے مسلّمہ محقق و مؤرخ نے اپنی کتاب "سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات" میں لکھاہے:

"سلطان محمد تغلق جیسے عاشق رسول نے اپنے سکّوں پر "محی السنن خاتم النبیین" اور "کلمہ طیبہ" نقش کرایا تا غیر مسلم بھی آنحضرتؐ اور اسلام سے روشناس ہوں۔ سلطان تغلق فیضان ختم نبوت کا بھی قائل تھا۔ ایک بار اس نے شیخ شہاب الدین جیسے بزرگ کے سامنے حق گوئی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صاف صاف کہہ دیا کہ "نبوت کے خاتمہ کو عقل تسلیم نہیں کرتی"۔

(صفحہ ۳۲۸ ۔ناشر نگار شات میاں چیمبرز ۳، ٹمپل روڈ لاہور ۔اشاعت ۱۹۹۰ء)

یہ اور بات ۔ عدالت ہے بے خبر ورنہ
تمام شہر میں چرچا مرے بیاں کا ہے

(محسنؔ نقوی)

انجمن اسلامیہ ملتان

برطانوی عہد کے پنجاب میں ۲۴ر ستمبر ۱۸۸۴ء کو مسلمانان پنجاب کی پہلی انجمن ، انجمن حمایت اسلام کے نام سے لاہور میں قائم ہوئی جس کے اغراض و مقاصد میں اسلام پر اعتراضوں کے جوابات ، مسلمان بچوں اور بچیوں کی تعلیم، اہل اسلام میں اتحاد و اتفاق اور اہل اسلام کو انگریزی گورنمنٹ کی وفاداری اور نمک حلالی کے فوائد سے آگاہ کرنا وغیرہ امور شامل تھے۔

("اسلامی کالج کی صدسالہ تاریخ" صفحہ ۳۔۴۔ از احمد سعید ناشر ادارہ تحقیقات پاکستان دانشگاہ پنجاب ۔طبع اول نومبر ۱۹۹۲ء)

مصنف کتاب "تاریخ ملتان" "انجمن اسلامیہ ملتان" کے زیر عنوان رقمطراز ہیں کہ :

"علی گڑھ تحریک اور انجمن حمایت اسلام لاہور کی حسن کارکردگی سے متاثر ہو کر ۱۸۸۴ء میں انجمن اسلامیہ ملتان کی بنیاد رکھی گئی"۔

اس پس منظر میں صاحب تالیف نے انجمن ملتان کے انہی اغراض و مقاصد کی نشاندہی کی ہے جو "انجمن حمایت اسلام" کے معرض وجود میں آنے کے تھے۔ مثلاً "حکومت کی وفاداری اور ہمسایہ اقوام سے رواداری کے فوائد و نتائج کو وسعت دینا"۔

(تاریخ ملتان صفحہ ۲۳۴)

"تاریخ ملتان" کے مصنف صاحب نے نہایت درجہ محنت و عرقریزی سے صفحہ ۵۴۸ سے ۵۵۴ تک ملتان کی ممتاز شخصیات مثلاً سید مراد شاہ گردیزی، سید حسن بخش گردیزی ، سید پیر صدرالدین شاہ گیلانی، سید راجن شاہ گیلانی، سید محمد رضا شاہ گیلانی ، مخدوم مرید حسین قریشی اور شیخ ریاض حسین قریشی کی انگریزی حکومت کی شاندار خدمات پر برطانوی حکومت کے انعامات اور عطاشدہ خطابات و مراعات پر مفصّل روشنی ڈالی ہے جن کا سلسلہ ۱۴ر اگست ۱۸۴۸ء سے شروع ہو کر ۱۹۴۵ء تک کے طویل عرصہ پر محیط ہے جو ملتان بلکہ پاکستان کے ہر کانگرسی ملاّ بلکہ خود مصنف کتاب کو بزبانِ حال کہہ رہا ہے کہ :

ہاں مجھ کو بھی کر شاملِ تعزیرِ محبت
لے میرا بھی سر، راہ کی چوکھٹ پہ سجادے

☆......☆......☆......☆

سولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی تقریر انجمن حمایت اسلام کے پلیٹ فارم پر

"انجمن حمایت اسلام "کا تیسواں جلسہ سالانہ ۲، ۳، ۴ر اپریل ۱۹۱۵ء کو منعقد ہوا جس کے اجلاس سوم میں جناب مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری ایڈیٹر "اہل حدیث" امرتسر و جنرل سیکرٹری اہل حدیث کانفرنس نے "ہمارا تمدن" کے موضوع پر ایک "فاضلانہ اور پرُتاثیر وعظ "کیا جس کا آغاز درج ذیل شعروں سے کیا ۔

ہستی سے تری رنگ و بوسب کے لئے
طاقت میں تری آبرو سب کے لئے
ہیں تیرے سوا سارے سہارے کمزور
سب اپنے لئے ہیں اور تو سب کے لئے

آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں فرمایا:

"میں اہل حدیث ہوں۔ اسلام کے لفظ میں تمہارے ساتھ تعلق رکھتا ہوں۔ میں کبھی نہیں کہتا کہ میں اپنے خیال کو چھوڑ دوں اور دوسرے کے خیال کے تابع ہو جاؤں۔ تم میرزائی رہو، نیچری رہو مگر محمدی مسلمان ہونے میں ہمارا تمہارا تعلق رہے...... جب وعظ سننے آؤ تو اسلامی درد لے کر جایا کرو۔ لڑانے والے بہت ہیں مگر ملانے والے کم...... مسلمانوں کی تکلیف پر خواہ کسی رنگ میں ہو جس مسلمان کا دل نہیں دُکھتا اور وہ درد نہیں رکھتا تو اسکے ایمان کی خیر نہیں۔ اگر ہمارے میں یہ بات نہیں تو ہم مسلمان نہیں ۔ ایک محلے کے کتوں سے بُرے نہ بنو کہ آپس میں لڑتے ہیں مگر جب دوسرا آ جاتاہے تو سب متفق ہو جاتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا"۔

(رسالہ "انجمن حمایت اسلام لاہور کے تیسویں سالانہ جلسے کی روئداد" صفحہ ۲۲ ۔مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور ۔ناشر سکرٹری صیغہ تالیف و طبع منشی محمد حفیظ انجمن حمایت اسلام لاہور)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

چو چشم حق شناس و نور عرفانت نہ بخشید ند
نہادی نام کافر لا جرم عشاق ملت را
بحمداللہ کہ خود قطع تعلق ایں قومے
خدا از رحمت و احسان میسر کرد خلوت را

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۵ ۔مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

یعنی چونکہ تجھے معرفت کی آنکھ اور نورِ عرفان نہیں دیا گیا اس لئے تو نے عشاقِ ملت کا نام کافر رکھ دیاہے۔ الحمد للہ کہ اس قوم نے خود ہی قطع تعلق کر دیا اور خدا نے اپنی رحمت و احسان سے (اشاعتِ دیں کے لئے) مجھے خلوت میسّر کر دی۔

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ (التوبہ:۱۸)

دنیا بھر میں احمدیہ مساجد کی تعمیر

ملک کا نام: کینیا (Kenya) مشرقی افریقہ۔
گاؤں کا نام: مسانڈا (Msanda)۔

یہ گاؤں شیانڈا مشن (ویسٹرن ریجن) سے ۲۵ کلومیٹر پر واقع ہے اور برلب سڑک ہے۔ دو سال قبل یہاں پر جماعت نے ایک پلاٹ خرید ا تھا اور برلب سڑک ایک پکّی مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ اس گاؤں کی آبادی دو ہزار سے زائد نفوس پر مشتمل ہے اور 1/3 آبادی خدا کے فضل سے احمدی ہے۔ مسجد کے قریب ہی گورنمنٹ کا ہسپتال، چیف کا دفتر اور دیگر گورنمنٹ کے دفاتر ہیں۔ اس مسجد کی تعمیر میں احمدیوں کے علاوہ غیر از جماعت اور غیر مسلموں نے بھی بہت تعاون کیا۔ یہاں پر ہمارے مبلغ محمد یاسین ربانی صاحب تھے انہوں نے رات دن ایک کر کے بہت عمدہ طریق سے نگرانی کی۔ احباب جماعت کو وقار عمل کے ذریعہ خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ مبارک کرے۔

(وسیم احمد چیمہ ۔ امیر و مشنری انچارج ۔کینیا)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔